ماہِ محرم

'نئے سال کی خوشیاں'

یا

'غمِ حسین رضی اللہ عنہ'

دیکھا جو چاند محرّم کا، کربل کا فسانہ یاد آیا

وہ دھوپ سے تپتی ریت پر، احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا گھرانا یاد آیا

مرتب

ڈاکٹر شہزاد حسین قاضی

امام جعفر صادق فاؤنڈیشن اہلِ سنّت

ماہِ محرّم

'نئے سال کی خوشیاں'

یا

'غمِ حسین رضی اللہ عنہ'

دیکھا جو چاند محرّم کا، کربل کا فسانہ یاد آیا
وہ دھوپ سے تپتی ریت پر، احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گھرانا یاد آیا

مرتب
ڈاکٹر شہزاد حسین قاضی

نام کتاب : 'ماہِ محرّم نئے سال کی خوشیاں' یا 'غمِ حسین رضی اللہ عنہ'

مرتب : ڈاکٹر شہزاد حسین قاضی

صفحات : 62

سن اشاعت : اگست 2019، محرم ۱۴۴۱ھ۔

کمپوزنگ : امام جعفر صادق فاؤنڈیشن (اہل سنّت)

ملنے کا پتا

امام جعفر صادق فاؤنڈیشن (اہل سنّت)

موڈاسہ، اروّلی، گجرات،

فاؤنڈر اینڈ چیرمین: ڈاکٹر شہزاد حسین قاضی

Mob. 8511021786

فہرست

		عنوان	صفہ نمبر
۱	-	عرضِ ناشر	05
۲	-	محرّم : اسلامی نئے سال کا آغاز	09
۳	-	۱۴۰۰ سال بعد بھی غم کیوں منایا جائے؟	11
۴	-	شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا 'غمِ حسین رضی اللہ عنہ'	13
۵	-	شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا 'غمِ حسین رضی اللہ عنہ'	32
۶	-	شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ سے پہلے امام مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کا 'غمِ حسین رضی اللہ عنہ' میں رونا	36
۷	-	امّ المؤمنین سیدہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کا 'غمِ حسین رضی اللہ عنہ' میں گریہ	41
۸		شہداء کرام کا غم کرنا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و بنت نبی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی سنت	43
۹	-	'غمِ حسین رضی اللہ عنہ' میں آسمان کا گریہ کرنا	50
۱۰	-	سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر جنّاتوں کی نوحہ خوانی	53
۱۱	-	'غمِ حسین' رضی اللہ عنہ میں زمین کا گریہ کرنا	54

۱۳	-	امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور 'غمِ حسین رضی اللہ عنہ'	55
۱۴	-	بابا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کا محبتِ حسین رضی اللہ عنہ میں آنسو بہانا	58
۱۵	-	خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کا 'غمِ حسین رضی اللہ عنہ' میں رونا	59
۱۶	-	غوث العالم، محبوبِ یزدانی، سلطان سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی (کچھوچھا شریف) رحمۃ اللہ علیہ کا 'غمِ حسین رضی اللہ عنہ' اور محرّم کے ۱۰ دنوں کا عمل	60
۱۷	-	سید مخدوم اشرف رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد مخدوم علاء الدین گنج نبات رحمۃ اللہ علیہ کا 'محرّم کے ۱۰ دنوں میں غمِ حسین رضی اللہ عنہ'	61

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عرضِ ناشر

اللہ عزّ و جَل کے نام سے شروع کرتا ہوں کہ جو بڑا مہربان بخشنے والا ہے، نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ عزّ و جَل کے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ عزّ و جَل کے رسول ہیں۔ اللہ عزّ و جَل کا شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھ سے 'ماہِ محرّم نئے سال کی خوشیاں' یا 'غمِ حسین رضی اللہ عنہ' کتاب کا ہندی رسم الخط کرانے کا کام لیا۔

ایک ایسا بھی وقت تھا کہ جب مسلمان حکمرانوں نے محبانِ اہلِ بیتِ اطہار رضی اللہ عنھم اور خاص طور پر بنو فاطمہ پر بڑے عرصے تک وہ ظلم کیا جو شاید ہی کسی نبی کی آل پر اُس نبی کی امّت نے کیا ہو۔ ظلم آج بھی ہو رہا ہے صرف طریقہ بدلا ہے، اُس زمانہ میں آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جسمانی تکلیفیں دی جاتی تھی، منبروں پر علماء کو آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو برے الفاظوں سے یاد کرنے پر مجبور کیا جاتا تھا، محدثین کو اُن سے روایت لینے پر سزائیں دی جاتی تھی، کہیں امامِ اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو امام نفس الزکیہ رضی اللہ عنہ کی محبت کی وجہ سے قید کیا گیا،

تو کہیں امام شافعي رحمۃ للہ علیہ پر شیعہ ،رافضي کے فتوے لگا کر انہیں ذلیل کیا گیا، کہیں امام نسائيؒ رحمۃللہ علیہ کو مولیٰ علی رضي اللہ عنہ کی محبت کی وجہ سے شہید کیا گیا تو کہیں امام حاکم رحمۃ للہ علیہ جیسے محدث پر شیعہ کے فتوے لگا کر اُن کے منبر کو توڑ دیا گیا۔ایک زمانہ تک یہ چلتا رہا مگر اہل بیت رضي اللہ عنھم کے غلام کبھی عمار بن یاسر رضي اللہ عنہ بن کر میدانِ جنگ میں آئے تو کہیں اُبو ذرّ رضي اللہ عنہ کی طرح رضائے الٰہی میں شہید ہوئے۔ کہیں حبیب بن مظاہر رضي اللہ عنہ اور حرّ رضي اللہ عنہ بن کر کربلاء میں آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جان لٹانے آئے تو کہیں علم کے میدان میں امام نسائيؒ، امام حاکم، امام بخاری، امام ابو حنیفہ، امام احمد بن حنبل اور امام شافعي رحمۃ للہ علیہم بن کر آئے تو کہیں دین کی تبلیغ میں خواجہ غریب نواز، نظام الدین اولیاء، وارثِ پاک، مخدوم مہائمی اور مخدوم جلال الدین جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیھم بن کر آئے۔ وقتاً فوقتاً ہر میدان میں غلامانِ اہلِ بیتِ اطہار رضي اللہ عنھم، ناصبیت و خارجیت کے مقابلہ میں آتے رہیں، اپنی خدمات دیتے رہیں اور اپنی جانیں بھی قربان کرتے رہیں۔

اس زمانہ میں بھی نواصبیت اور خارجیت تمام فرقوں میں اپنا سر اٹھا رہی ہیں بلکہ میں کہوں گا کہ عروج پر پہنچ رہی ہیں، فرق صرف اتنا ہے کہ جو ناصبیت کی ڈور کل سلطنت کے بادشاہوں نے اپنی بادشاہت کی لالچ میں سنبھالی تھی اور علماء و محدثین کی گردنوں پر تلواریں رکھ کر لوگوں سے فضائلِ اہلِ بیت رضي اللہ عنھم چھپا کر، بغضِ اہلِ بیت رضي اللہ عنھم کو عام کر وا رہے تھے وہی ناصبیت کی باگ ڈور آج کل کچھ فرقہ پرست نام نہاد پیر، علماء و کچھ تنظیموں نے

سنبھال لی ہے۔ کل کے علماء مجبوری میں اولاد و جان و مال کے ڈر سے فضائلِ اہلِ بیت رضي اللہ عنھم چھپا رہے تھے اور اُن کے بغض میں کچھ نے تو موضوع احادیث تک گھڑنی شروع کر دی تھی۔ آج بھی ایسا ہی ہو رہا ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ آج کے اس جمہوریت (Democracy) کے زمانہ میں علماء کی جان کو یا مال و اولاد کو تو خطرہ نہیں ہے مگر دنیاوی لالچ چاہے وہ شہرت پانے کی ہو یا دولت کی ہو یا چند فتنہ پرست لوگوں کو خوش کرنے کے لیے ہو، اسی وجہ سے آج کے علماء کی ایک جماعت بھی فضائلِ اہلِ بیت رضي اللہ عنھم نہیں بتا رہی بلکہ عوام کو قرآن و اہلِ بیت رضي اللہ عنھم سے دور کیا جا رہا ہے، قرآن کے ترجمہ و تفسیر سے امّت کو دور کیا جا رہا ہے اور محبتِ اہلِ بیت رضي اللہ عنھم پر شیعہ، رافضي کے فتوے لگائے جا رہے ہیں، جب کہ متواتر حدیثِ غدیر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

''میں جس کا مولیٰ ہوں علی رضي اللہ عنہ بھی اُس کے مولیٰ ہیں''

(المعجم الکبیر، لطبرانی) (راوی ثقہ)

مختصر حدیث:

''ہو سکتا ہے کہ مجھے بلایا جائے تو میں قبول کروں، میں تمہارے درمیان دو بھاری (عظیم) چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، ان میں سے ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں، ایک اللہ عزّوجلّ کی کتاب اور دوسری میری عترت یعنی میرے اہلِ بیت رضي اللہ عنھم، تو تم سوچ لو کہ ان دونوں کے بارے میں میری کیسی جانشینی کروگے، یہ دونوں آپس میں جُدا نہیں ہوں گے تاآں کہ حوض

پر آکر مجھ سے ملے۔"

(امام نسائیؒ فی خصائص أمیر المؤمنین علی بن أبي طالب رضي اللہ عنہ)

چنانچہ محترم قارئین کرام کو سوچنا ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو ہمیں قرآن اور اہلِ بیت رضي اللہ عنھم سے وابستگی کا حکم دے رہے ہیں اور نام نہاد پیر و علماء اور کچھ تنظیموں کی ایک جماعت فرقہ پرستی پھیلا کر ان سے عوام کو دور رکھنے کا قبیح کام انجام دے رہے ہیں۔ آج ماحول یہ بنایا جارہا ہے کہ جو اہلِ بیت رضي اللہ عنھم سے محبت کرے اُسے شیعہ، رافضي جیسے الفاظوں سے نوازا جاتا ہے، بیچاری عوام کو یہ تک بتایا نہیں جاتا کہ صرف محبت و فضیلتِ اہلِ بیت رضي اللہ عنھم سے کوئی رافضي نہیں بنتا بلکہ جو صحابہ کرام رضي اللہ عنھم کی شان میں لعن و طعن کرتا ہے اُسے رافضي کہا جاتا ہے۔ میں اس بات پر زیادہ لکھ کر اپنی بات کو طویل نہیں کرنا چاہتا جو حق ہے اسے بیان کرنے کی کوشش کی ہے۔ اللہ عزّ و جلّ ہم سب کو نیک ہدایت دے۔ آمین....

خادمِ زہراء پاک علیہا السلام

ڈاکٹر شہزاد حسین یاسین میاں قاضی

۱۰ محرّم ۱۴۴۱ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

محرّم: اسلامی نئے سال کا آغاز

اسلام ایک واحد مذہب ہے کہ جس کے سال کا آغاز بھی قربانی سے اور اختتام بھی قربانی پر۔ اسی لیے اسلام کی ۱۴۰۰ سال کی تاریخ میں دوسرے مذہبوں کی طرح نئے سال کی خوشیاں نہ منا کر ماہِ محرّم میں 'غمِ حسین رضی اللہ عنہ' منایا جاتا ہے۔ مگر صد افسوس پچھلے ۴-۵ سالوں سے محرّم کے چاند ساتھ ہی نئے سال کی خوشیاں و مبارکبادی کا ایک نیا رواج ایجاد کیا گیا ہے۔ تعجب کی بات ہے کہ اس پر اہل علم بھی عمل کر رہے ہیں۔

بے شک نئے سال کی خوشیاں یا مبارکبادی میں شریعتاً کوئی حرج نہیں ہے نہ حرام ہے، مگر مسلکِ اہلِ سنّت کا عقیدہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنّت، محبّت، نسبت و مودّت پر مبنی ہے. اہل سنّت کی تو بنیاد ہی نسبت پر ہے۔ اہل سنّت کے عقائد کی بنیاد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت ہے، اہل بیت علیہم السلام کی نسبت ہے، خلفائے راشدین و صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نسبت ہے۔ سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کی نسبت ہے، سلطان الہند خواجۂ خواجگان غریب نواز رحمہ اللہ و دیگر اولیاء، مشائخ کی نسبت ہے۔

لفظ 'نسبت' یعنی' Relationship 'یا 'تعلق' یا 'سنبندھ'. ہماری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ نسبت ہے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امتّی ہیں، ان کا کلمہ پڑھنے والے ہیں، کل روزِ قیامت ان کی شفاعت کے طلب گار ہیں، بطور نسبتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور ایک امتّی ہونے کے اور جو عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے کا بھی دعویٰ کرے تو اس پر واجب ہے کہ 'جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خوش تو امتّی بھی خوش، اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غمگین تو امتّی بھی غمگین'۔

محرّم کے ۱۰ دنوں میں ہمارے آقا و مولیٰ سیدنا محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلِ بیت پر کربلا میں کیسا ظلم ہوا وہ تو تفصیل سے اس پرچے میں بیان نہیں ہو سکتا اور نہ کوئی امتّی اس سے انجان ہیں۔ نواسۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، جنّت کے سردار، سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت اور ان کے مبارک سر کو نیزے پر چڑھانا، تین دن کی اہلِ بیت کی عورتوں، بچوں اور مَردوں کی بھوک و پیاس، علی اکبر و قاسم رضی اللہ عنہم جیسے جوانوں کی بغیر سر کی زخمی لاشیں، عون و محمد رضی اللہ عنہما جیسے ۸-۱۰ سال کے بچوں کے کٹے ہوئے سر، معصوم علی اصغر رضی اللہ عنہ کا چھیدا ہوا گلا، ۵ سال کی سیدہ سکینہ بنت حسین رضی اللہ عنہا کے کانوں کی بالیاں کھینچ کر لہولہان کرنا...... قلم لکھنے سے کانپتی ہے... ایسے ظلم ڈھائے گیے۔

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے یہ قربانی اپنے نانا جان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امّت کی اصلاح کی خاطر اور ظلم کے خلاف حقّ کی آواز بلند کرنے کے لیے دی۔ مگر افسوس..... صد افسوس کہ آج امّت غمِ حسین بھول کر مبارکبادی دے رہی ہیں اور خوشیاں منا رہی ہیں اور اس کے شرعی طور پر جائز ہونے کا جواز ڈھونڈ کر فتوے دے رہی ہیں۔

۱۴۰۰ سال بعد بھی غم کیوں منایا جائے؟

ہاں، آج اس واقعات کو ۱۴۰۰ سال ہو گیے تو اب 'غم' کیوں منایا جائے؟ تاریخ کی کتابوں میں سے کئی ہستیاں، کئی جنگی داستانیں اور کئی واقعات مٹ گئے۔ مگر کربلا آج بھی 'غمِ حسین رضی اللہ عنہ' میں زندہ ہے۔ کیوں کہ نسلِ انسانی کی تاریخ میں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک کم و بیش ۱۲۳۹۹۹ انبیاء کرام علیہم السلام میں سے کسی بھی نبی کے گھر والوں پر ایسا ظلم نہیں کیا گیا جو کربلا میں سرورِ انبیاء محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے واہل بیت علیم السلام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی کلمہ پڑھنے والوں نے کیا۔ ۷۸ سروں کو نیزوں پر مہینوں تک گھمایا گیا۔

اور وہ 'غم' کیوں نہ منایا جائے کہ ہمارے مدینے والے پیارے آقا محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دنیا سے پردا فرمالیا ہو باوجود اس کے کہ جب سن ۶۱ ہجری میں ۱۰ محرّم کو واقعہ کربلا ہو اور سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہو تو امّ المؤمنین سیدہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا و صحابئ رسول سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کو اسی وقت ۱۰ محرّم کو خواب میں ہمارے آقا محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غبار آلود بال داڑھی کے ساتھ غمگین حالت میں شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ پر غم کا اظہار کرے۔

اے امّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! اے عاشقانِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم! اے لبّیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کا دم بھرنے والوں ذرا سوچو کتنا گہرا صدمہ ہوا ہوگا ہمارے آقا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو۔

تعجب ہے، آقا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس عشرہ میں اتنے غمگین ہوئے ان دنوں میں ان کی امّت خوشیاں منانے کے لیے یا مبارکبادی کی شرعی دلیل ڈھونڈ رہی ہے، کیا یہی ہے نسبتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ؟؟ کیا یہی ہے وفاداری ہے اہل بیت کے ساتھ ؟؟

ہم نے اس کتاب میں 'غمِ حسین رضی اللہ عنہ' میں غمگین ہونا اور رو کر آنسو بہانے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی احادیث پیش کی ہیں اور ۱۴۰۰ سال سے اہل سنت کے صوفیاء کرام و علماء کرام و مشائخین عظام کا کیا طریقہ کار رہا ہے اس کو بحوالہ کتب اہلِ سنّت سے پیش کرنے کی کاوش کی ہیں جسے اللہ سبحانہ وتعالی قبول فرمائیں اور ہم سب کو اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں آمین۔۔۔

شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا 'غمِ حسین رضی اللہ عنہ'

امّ المؤمنین حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حسن اور حسین رضی اللہ عنہما دونوں بچپن کے عالم میں میرے گھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھیل رہے تھے کہ جبرئیل علیہ السلام نازل ہوے اور کہا: 'یا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! بے شک آپ کی امت آپ کے اس بیٹے (امام حسین رضی اللہ عنہ) کو آپ کے بعد قتل کردے گی۔' اور آپ کو وہاں (کربلا) کی تھوڑی سی مٹی دی۔ آپ نے اس مٹی کو سونگھا اور فرمایا: 'اس میں رنج و بلا کی بو ہے'۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو اپنے سینہ مبارک سے لگالیا اور خوب روئے۔

علامہ ابن حجر رحمہ اللہ آگے لکھتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: 'اے امّ سلمہ رضی اللہ عنہا ! یہ مٹی کربلا کی ہے، جس دن یہ خون بن جائے، سمجھ لینا میرا بیٹا (امام حسین رضی اللہ عنہ) شہید ہو گیا۔' امّ المؤمنین حضرت امّ سلمہ نے وہ مٹی شیشی (بوتل) میں رکھ دی۔ وہ روزانہ اسے دیکھا کرتی تھی۔ (تھذیب التھذیب، جلد دوم، ۳۴۷) (خصائص الکبریٰ، جلد دوم، ۱۲۵) (صواعق المحرقہ، ۱۹۱) (سرّ الشاد تین، ۲۸)

۱. عن عبداللہ بن نجی عن أبیه : انهسار مع علی رضي الله عنه و کان صاحب مطهرته فلما حاذی نینوی وهو منطلق إلى صفين فنادی علی رضي الله عنه اصبر أبا عبدالله اصبر

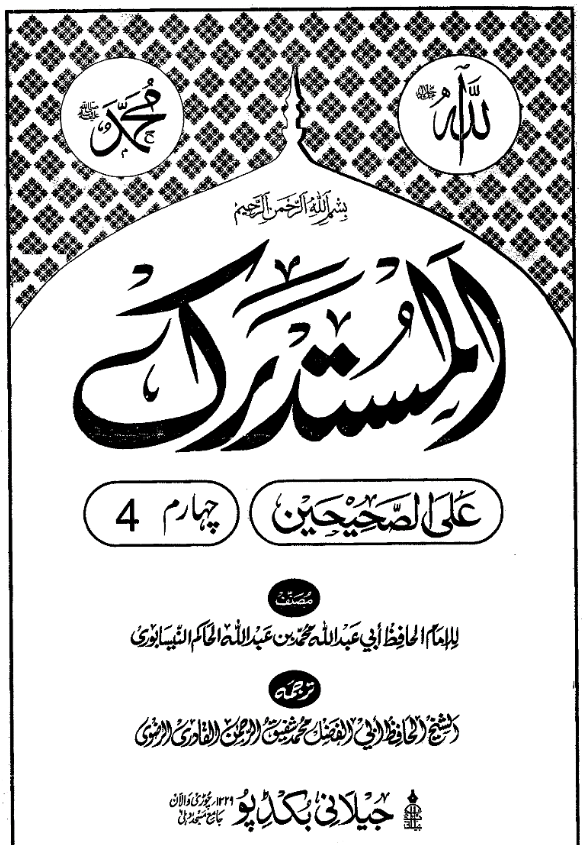
أباعبدالله بشط الفرات قلت وماذاقال دخلت على النبي صلى الله عليه وسلم ذات يوم وعيناه تفيضان قلت يانبي الله إغضبك أحدما شأن عينيک تفيضان قال بل قام من عندي جبريل قبل فحدثني ان الحسين يقتل بشط الفرات قال فقال هل لک إلى ان أشمک من تربته قال قلت نعم فمد يده فقبض قبضة من تراب فأعطانيها فلم أملک عيني أن فاضتا ۔

١۔ ***مُسندِ احمد کی حدیث میں ہے*** : ابو عبد اللہ تابعی رحمہ اللہ کے بیٹے عبد اللہ بن نُجَیّٰ رحمہ اللہ اپنے والد سے بیان کرتے ہیں جو سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہما کے لیے (سفر میں) سامانِ طہارت کا بندوبست کرتے تھے کہ وہ سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر میں تھے، جب آپ صفّین کو جاتے ہوے (مقامِ) نینویٰ کے برابر پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے کہا: اے ابو عبد اللہ رضی اللہ عنہ! (یہ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی کنیت تھی) فرات کے کنارے صبر کرنا، اے ابو عبد اللہ رضی اللہ عنہ! فرات کے کنارے صبر کرنا، میں نے پوچھا: 'کیا (خاص) بات ہو گئی (اے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ)؟' **سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہما نے فرمایا: 'ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک آنکھوں سے آنسو رواں تھے،** میں نے عرض کیا: کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی نے ناراض کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں سے آنسو کیوں بہہ رہے ہیں؟' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: 'نہیں! بلکہ ابھی ابھی سیدنا جبرئیل علیہ السلام میرے پاس سے اٹھ کر گئے ہیں اور انہوں نے مجھے (اللہ کی طرف سے) یہ خبر دی ہیں کہ بے شک حسین رضی اللہ عنہ کو فرات کے کنارے قتل کر دیا جائے گا۔ پھر انہوں نے پوچھا کہ کیا میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کی مٹی لا کر دِکھاؤں؟ میں نے کہا: ہاں دکھاؤ!' چنانچہ انہوں نے مٹی کی ایک مٹھی بھر کر مجھے دی، تو اس وجہ سے میں اپنے آنسو نہ روک سکا۔ (مسند احمد، ۶۴۸، المستدرک للحاکم، ۴۸۸۴)

[مُسند احمد: 648 (85/1)، قال الشیخ زبیر علی زئی فی فضائل الصحابة: إسناده صحیح، السلسلة الصحیحة: 822، قال الشیخ الالبانی: إسناد صحیح]

[المُستدرک للحاکم: 4884، السلسلة الصحیحة: 374، قال الامام حاکم والشیخ الالبانی: إسناد صحیح]

امام حاکم نیشاپوری رحمۃ اللہ علیہ المُستدرک علیٰ صحیحین میں "ابو عبداللہ حسین بن علی الشہید ابن فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضائل" کے باب میں سب سے پہلے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غمِ حسین رضی اللہ عنہ میں رونے والی حدیث لائے ہیں۔



٢. 4818ـ اَخْبَرَنَا اَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَلِيٍّ الْجَوْهَرِيُّ بِبَغْدَادَ، حَدَّثَنَا اَبُو الْاَحْوَصِ مُحَمَّدُ بْنُ الْهَيْثَمِ الْقَاضِيَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مُصْعَبٍ، حَدَّثَنَا الْاَوْزَاعِيُّ، عَنْ اَبِي عَمَّارٍ شَدَّادُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ، عَنْ اُمِّ الْفَضْلِ بِنْتِ الْحَارِثِ، اَنَّهَا دَخَلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنِّي رَاَيْتُ حُلْمًا مُنْكَرًا اللَّيْلَةَ، قَالَ: مَا هُوَ؟ قَالَتْ: اِنَّهُ شَدِيدٌ، قَالَ: وَمَا هُوَ؟ قَالَتْ: رَاَيْتُ كَاَنَّ قِطْعَةً مِنْ جَسَدِكَ قُطِعَتْ وَوُضِعَتْ فِي حِجْرِي، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: رَاَيْتِ خَيْرًا، تَلِدُ فَاطِمَةُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ غُلَامًا، فَيَكُونُ فِي حِجْرِكِ. فَوَلَدَتْ فَاطِمَةُ الْحُسَيْنَ فَكَانَ فِي حِجْرِي كَمَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَدَخَلْتُ يَوْمًا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعْتُهُ فِي حِجْرِهِ، ثُمَّ حَانَتْ مِنِّي الْتِفَاتَةٌ، فَاِذَا عَيْنَا رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُهْرِيقَانِ مِنَ الدُّمُوعِ، قَالَتْ: فَقُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، بِاَبِي اَنْتَ وَاُمِّي مَا لَكَ؟ قَالَ: اَتَانِي جِبْرِيْلُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ، فَاَخْبَرَنِي اَنَّ اُمَّتِي سَتَقْتُلُ ابْنِي هٰذَا، فَقُلْتُ: هٰذَا؟ فَقَالَ: نَعَمْ، وَاَتَانِي بِتُرْبَةٍ مِنْ تُرْبَتِهِ حَمْرَاءَ

هٰذَا حَدِيثٌ صَحِيحٌ عَلٰى شَرْطِ الشَّيْخَيْنِ، وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ

۲.   شداد بن عبداللہ ام فضل بن حارث سے روایت کرتے ہیں، وہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے آج رات ایک ناپسندیدہ خواب دیکھا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ وہ خواب کیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ بہت ناپسندیدہ خواب دیکھا ہے۔ آپ نے پوچھا کہ کون سا خواب ہے۔ انھوں نے بتایا کہ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کے جسم اطہر کا ایک ٹکڑا کٹ کر میری گود میں آگرا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ایک اچھا خواب ہے۔ ان شاء اللہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں ایک بیٹا پیدا ہوگا جو تمھاری گود میں ہوگا۔ چنانچہ فاطمہ علیہا السلام کے یہاں سیدنا حسین علیہ السلام کی ولادت ہوئی اور رسول اللہ ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق وہ میری گود میں آئے۔ میری توجہ ذرا ہٹی تو میں نے دیکھا کہ نبی ﷺ کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ کو کیا ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے جواب دیا: میرے پاس جبرئیل آئے تھے اور مجھے یہ خبر دی ہے کہ آپ ﷺ کی امت آپ ﷺ کے اس نواسے کو عنقریب قتل کردے گی۔ میں نے عرض کیا: کیا ایسا ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں ایسا ہی ہوگا، میرے پاس وہ اس سرزمین کی سرخ مٹی بھی لائے تھے جہاں وہ شہید کیے جائیں گے۔"

(المستدرک علی الصحیحین ۳:۱۷۶۔ امام حاکم کہتے ہیں: یہ حدیث شیخین کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔ لیکن دونوں نے اس کی تخریج نہیں کی ہے۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو

دلائل النبوۃ ٦: ٤٦٨-٤٦٩ میں امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے روایت کیا ہے۔ خوارزمی، مقتل الحسین ١: ٢٣٢، تاریخ دمشق، ١٤: ١٩٦، البدایۃ والنھایۃ ٦: ٢٥٨)

٣. **الامام السجاد عليه السلام عن أسماء بنت عميس :**

عـن عـلـى بـن الـحسين عليهما السلام ، قال : حدثتني أسما بنت عميس ، قالت :

" قبـلـت جدتک فاطمة عليها السلام بالحسن والحسين عليهما السلام ..... فلما كان بعد حول من مولد الحسن عليه السلام ولدت الحسين عليه السلام فجاء ني النبي صلى الله عليه وسلم فقال: يا أسماء هاتى ابنى ، فدفعته اليه في خرقة بيضاء ، فاذن في أذنه اليمنى وأقام في اليسرى ، ثم وضعه في حجره وبكى.

قالت أسماء: فقلت : فداک أبی وأمی ، مم بكاؤک ؟ ! قال : على ابنى هذا ، قلت : انه ولد الساعة ، قال : يا أسماء ، تقتله الفئة الباغية لا أنالهم الله شفاعتی ، ثم قال : يا أسماء، لا تخبرى فاطمة بهذا فانها قريبة عهد بولادته ...."

٣. امام سجاد علیہ السلام حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے:

علی بن حسین علیہما السلام بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ تمھاری پھوپھی نے سیدنا حسن اور حسین علیہما السلام کی ولادت پر فاطمہ علیہا السلام کو بوسہ دیا۔ سیدنا حسن کی ولادت کے ایک سال بعد جب سیدنا حسین پیدا ہوئے تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس آئے اور فرمایا: اسماء میرے بیٹے کو مجھے دو۔ میں نے ایک سفید کپڑے میں لپیٹ کو انھیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالے کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے داہنے کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر کہی اور اپنی گود میں لیے ہوئے رونے لگے۔ اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ کہ میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ

پر قربان! آپ روتے کیوں ہیں؟ فرمایا: اپنے اس بیٹے پر رو رہا ہوں۔ میں نے کہا: یہ تو ابھی ابھی تولد ہوئے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسماء میرے اس بیٹے کو ایک باغی گروہ قتل کرے گا، اللہ اسے میری شفاعت نہیں پہنچنے دے گا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے کہا: اسماء رضی اللہ عنہا! اس بات کی خبر فاطمہ رضی اللہ عنہا کو نہ دینا کیوں کہ ابھی تو ان کے یہاں بچے کی ولادت ہوئی ہے۔"

(مقتل الامام الحسین علیہ السلام للخوارزمی ۱: ۱۳۵۔ ۱۳۷۔ ذخائر العقبی: ۱۲۰، اور انھوں نے کہا ہے کہ اس روایت کو الامام علی بن موسی رضا علیہ السلام نے بیان کیا ہے۔)

۴. **مولی لزینب ، عن زینب بنت جحش :**

عن زینب بنت جحش ، قالت

" بینا رسول الله ﷺ فی بیتی وحسینؓ عندی حین درج ، فغفلت عنه، فدخل رسول الله ﷺ فجلس علی بطنه ، قالت : فانطلقت لآخذه فاستیقظ رسول الله ﷺ فقال: دعیه ، فترکته حتی فرغ (من بوله) ، ثم دعا بماء فقال : انه یصب من الغلام ویغسل من الجاریة ، فصبوا صبا ، ثم توضا ثم قام احتضنه الیه ، فاذا رکع أو جلس وضعه ، ثم جلس فبکی ، ثم مد یده ، فقلت حین قضی الصلاة : یا رسول الله، انی رأیتک الیوم صنعت شیئا ما رأیتک تصنعه !! قال: ان جبرئیل أتانی فأخبرنی أن هذا تقتله امتی. فقلت: أرنی ، فأرانی تربة حمراء".

۴. "زینب کے غلام، زینب بنت جحش سے روایت کرتے ہیں:

زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں: رسول اللہ ﷺ میرے گھر میں استراحت فرما رہے تھے، حسین رضی اللہ عنہ آئے اور میرے پاس رہیں۔ میں ذرا غافل ہوئی تو وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جا پہنچے اور آپ کے بطن مبارک پر بیٹھ گئے۔ میں ان کو اٹھانے کے لیے لپکی تو آپ ﷺ کی آنکھ کھل گئی، آپ ﷺ نے فرمایا: انھیں چھوڑ دو۔ میں نے چھوڑ دیا۔ حسین رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا۔ جب وہ پیشاب سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ

نے پانی منگایا اور فرمایا: بیٹے کے پیشاب پر پانی ڈالا جاتا ہے اور بیٹی کے پیشاب کو دھلا جاتا ہے۔ انھوں نے آپ ﷺ کے کپڑوں پر پانی ڈالا۔ آپ ﷺ نے اس کے بعد وضو کیا اور انھیں گود میں لے کر نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔ جب آپ ﷺ رکوع میں یا جلسے میں جاتے تو انھیں زمین پر رکھ دیتے۔ پھر آپ ﷺ جب نماز میں بیٹھے تو رونے لگے۔ پھر آپ ﷺ نے ہاتھ پھیلائے۔ جب آپ ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! میں نے آپ کو آج ایک ایسا کام کرتے دیکھا کہ اس سے پہلے اس طرح کا کام نہیں دیکھا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے تھے اور مجھے یہ خبر دی کہ حسین رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ کی امت قتل کر دے گی۔ میں نے کہا: ذرا مجھے دکھاؤ تو انھوں نے مجھے خون سے ہوئی سرخ مٹی دکھائی۔"

(المعجم الکبیر ۲۴: ۵۴۔۵۵/ ح ۱۴۱، ۲۴: ۵۷/ ح ۱۴۷، المطالب العالیۃ لابن حجر ۲: ۸۷/ ح ۱۲، مجمع الزوائد ۱: ۲۸۵، مصنف عبدالرزاق ۱: ۳۸۱۔۳۸۲/ ح ۱۴۹۱، کنز العمال ۹: ۵۲۵/ رقم ۲۷۲۶۸۔)

۵. **عن أبی الطفیل:**

عن أبی الطفیل ، قال:

" استأذن ملک القطر أن یسلم علی النبی ﷺ فی بیت ام سلمة ، فقال : لا یدخل علینا أحد، فجاء الحسین علیه السلام فدخل، فقالت أم سلمة : هو الحسین، فقال النبی ﷺ دعیه، فجعل یعلو رقبة النبی ﷺ ویعبث به والملک ینظر ، فقال الملک : أتحبه یا محمد؟ قال: ای والله انی لاحبه ، قال : أما ان أمتک ستقتله ، وان شئت أریتک المکان، فقال بیده فتناول کفا من تراب ، فأخذت أم سلمة التراب فصرته فی خمارها، فکانوا یرون أن ذلک التراب، من کربلاء".

۵.　　"ابوطفیل سے روایت ہے:

ابوطفیل سے روایت ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ جس وقت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے، بارش کے فرشتے نے آپ ﷺ کو سلام کرنے کی اجازت طلب کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: دیکھو کوئی دروازے سے اندر داخل نہ ہو۔ اتنے میں حسین علیہ السلام آ گئے اور گھر میں داخل ہو گئے۔ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا: وہ حسین رضی اللہ عنہ ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: انھیں چھوڑ دو آنے دو۔ حسین نبی ﷺ کی گردن پر سوار ہو گئے اور آپ ﷺ سے کھیلنے لگے۔ یہ سارا منظر فرشتہ دیکھ رہا تھا۔ اس نے پوچھا: اے محمد ﷺ! کیا آپ ﷺ ان سے محبت کرتے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں ان سے محبت کرتا ہوں۔ لیکن آپ ﷺ کی امت تو انھیں قتل کر دے گی۔ اگر چاہیں تو میں آپ ﷺ کو ان کی جائے شہادت دکھا دوں۔ پھر انھوں نے ہاتھ بڑھا کر ایک مٹھی مٹی دکھائی، جسے ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے اپنے دوپٹے میں رکھ لیا۔ لوگوں نے بعد میں دیکھا تو ان کا کہنا تھا کہ یہ مٹی سرزمین کربلا کی ہی ہے۔" اسے امام طبرانی نے روایت کیا ہے اور اس کی سند حسن ہے۔

(مجمع الزوائد ۹:۰ ۹ ۱، فیض القدیر شرح الجامع الصغیر ۱: ۲۶۶)

٦.　　**ابو غالب عن أبی أمامة الباهلی:**

عن أبی أمامة الباهلی، قال:

قال رسول الله ﷺ لنسائه: لا تبكوا هذا الصبی یعنی حسیناً، قال: وكان یوم ام سلمة، فنزل جبریل علیه السلام، فدخل رسول الله ﷺ الداخل وقال لأم سلمة: لا تدعی احداً یدخل علی، فجاء الحسین علیه السلام، فلما نظر الی النبی ﷺ فی البیت أراد أن یدخل، فأخذته ام سلمة فاحتضنته وجعلت تناغیه وتسكنه، فلما اشتد علی البكاء خلت عنه، فدخل حتی جلس فی حجر النبی ﷺ، فقال: جبریل علیه السلام للنبی ﷺ ان أمتک ستقتل

ابنک هذا. فقال النبی ﷺ یقتلونه وهم مؤمنون بی؟قال :نعم یقتلونه .فتناول جبریل علیه السلام تربة فقال: مکان کذا وکذا.فخرج رسول الله ﷺ وقد احتضن حسیناً کاسف البال مهموماً،فظنت ام سلمة انه غضب من دخول الصبی علیه،فقالت: یا نبی الله! جعلت لک الفداانک قلت لنا : لاتبکوا هذاالصبی وأمرتنی أن لاأدع أحداً یدخل علیک،فجاء فخلیت عنه ،فلم یرد علیها ،فخرج الی أصحابه وهم جلوس،فقال لهم: ان أمتی یقتلون هذا،وفی القوم ابوبکر،وعمر وکانا أجرأ القوم علیه فقالا:یانبی الله ،یقتلونه وهم مؤمنون.قال :نعم هذه تربته ، فأراهم ایاها.قال الذهبی والمناوی :اسناده حسن.

٦. ”ابوغالب روایت کرتے ہیں ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے:

ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن سے فرمایا کہ اس بچے یعنی حسین رضی اللہ عنہ کو نہ رلاؤ۔راوی کا بیان ہے کہ اس دن آپ ﷺ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تھے۔جبرئیل تشریف لائے۔رسول اللہ ﷺ گھر میں داخل ہوئے اورام سلمہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ دیکھو کسی کو گھر میں داخل مت ہونے دینا۔اتنے میں حسین رضی اللہ عنہ آگئے اور جب انھوں نے نبی ﷺ کو اندر دیکھا تو آپ ﷺ کے پاس جانے کا ارادہ کیا۔ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے انھیں گود میں لے لیا اوران کو بہلانے لگیں۔لیکن جب ان کا رونا نہیں تھما تو ان کو چھوڑ دیا۔وہ گھر میں داخل ہوگئے اور جا کر نبی ﷺ کی گود میں بیٹھ گئے۔جبرئیل نے نبی ﷺ سے کہا: آپ ﷺ کی امت آپ ﷺ کے اس بیٹے کو قتل کردے گی۔نبی ﷺ نے تعجب سے پوچھا کہ کیا وہ مجھ پر ایمان رکھتے ہوئے انھیں قتل کردیں گے؟جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ ہاں وہ انھیں قتل کردیں گے۔پھر جبرئیل علیہ السلام نے ایک مٹھی مٹی ہاتھ بڑھا کر دکھائی اور کہا کہ یہ فلاں جگہ کی ہے۔یہ سن کر رسول اللہ ﷺ حسین رضی اللہ عنہ کو پہلو میں دبائے غموں سے نڈھال ہوکر باہر آئے۔ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے سمجھا کہ شاید بچے کے اندر داخل ہونے کی وجہ سے آپ ﷺ ناراض ہیں۔انھوں نے عرض کیا:اے اللہ کے نبی ﷺ ! آپ پر

میری جان قربان! آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اس بچے کو رلاؤ نہیں اور آپ ﷺ نے مجھے یہ بھی حکم دیا تھا کہ میں کسی کو اندر نہ جانے دوں۔ حسین رضی اللہ عنہ جب آئے تو میں نے ان کا راستہ نہیں روکا۔اس پر آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا اور آپ ﷺ باہر نکل کر اپنے اصحاب کے پاس آئے جہاں وہ بیٹھے ہوئے تھے۔آپ ﷺ نے ان سے کہا: میری امت اس بچے کو قتل کر دے گی۔مجلس میں اس وقت سیدنا ابوبکر،عمر رضی اللہ عنہما بھی موجود تھے۔دونوں آپ ﷺ سے بات چیت کرنے کی ہمت جٹا لیا کرتے تھے۔ان دونوں حضرات نے پوچھا: اے اللہ کے نبی ﷺ! کیا وہ مومن رہتے ہوئے اسے قتل کر دیں گے۔آپ نے فرمایا: ہاں۔یہ اس سرزمین کی مٹی ہے۔اس کے بعد آپ ﷺ نے ان سب لوگوں کو مٹی دکھائی۔'' امام ذہبی اور مناوی نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔

(معجم کبیر ۸:۲۸۵،مجمع الزوائد ۹:۱۸۹،اس کو طبرانی نے بھی روایت کیا ہے،اس کے رجال ثقہ ہیں البتہ کچھ میں ضعف ہے،تاریخ دمشق ۱۴:۱۹۰،سیر اعلام النبلاء ۳: ۱۸۸۔۱۸۹،ذہبی نے اس کی سند کو حسن کہا ہے۔الروض النضیر ۱:۹۳۔۹۴،کہتے ہیں کہ اس کی سند حسن ہیں۔ابن کثیر نے بدایہ والنہایہ ۸:۲۱۷ میں اس روایت کی طرف اشارہ کیا ہے۔)

۷. **عن عبدالله بن عمرو بن العاص ،عن معاذ بن جبل:**

عن معاذ بن جبل:

"خرج علينا رسول الله ﷺ متغير اللون فقال: أنا محمد أوتيت فواتح الكلم وخواتمه ،فأطيعوني مادمت بين أطهركم ،فاذا ذهب بي فعليكم بكتاب الله عزوجل احلوا حلاله وحرموا حرامه ، أتتكم الموتة، أتتكم بالروح والراحة ،كتاب من الله سبق، أتتكم فتن كقطع الليل المظلم، كلما ذهب رسل جاء رسل ،تناسخت النبوة فصارت ملكاً ،رحم الله من أخذها بحقها وخرج منها كما دخلها.

أمسك يا معاذ وأحص،قال :فلما بلغت خمسة قال:يزيد

لابارک الله فی یزید،ثم ذرفت عیناه ﷺ ،ثم قال: نعی الی حسین،أتیت بتربته وأخبرت بقاتله ،والذی نفسی بیده لا یقتل بین ظهرانی قوم لا یمنعونه الاخالف الله بین صدورهم وقلوبهم ،وسلط علیهم شرارهم وألبسهم شیعاً،ثم قال ﷺ:واهاً لفراخ آل محمد من خلیفة مستخلف مترف ،یقتل خلفی ،وخالف الخلف .الحدیث.

7. ''عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کی روایت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے:

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس اس حال میں تشریف لائے کہ آپ کا رنگ بدلا ہوا تھا۔آپ ﷺ نے فرمایا: میں محمد ہوں، مجھے کلمات کی ابتدا اور انتہا عطا کی گئی ہے۔جب تک تمھارے درمیان رہوں میری اطعت کرتے رہو،جب یہاں سے مجھے بلالیا جائے تو تم اللہ عزوجل کی کتاب لازم پکڑو،اس کے حلال کو حلال اور اس کے حرام کو حرام سمجھو،تمھیں بھی موت آئے گی،صبح وشام گزرے گی،سکون وراحت آئے گی، تقدیر کا فیصلہ ہو چکا ہے۔تمھارے اوپر تاریک رات کی طرح فتنوں کا نزول ہوگا،جب جب نرمی جائے گی دوبارہ آجائے گی۔نبوت کا سلسلہ ختم ہوجائے گا اور بادشاہت آجائے گی۔اللہ اس شخص پر رحم فرمائے جو اس کا حق ادا کرے اور جس طرح اس میں داخل ہوا تھا اسی طرح اس سے باہر نکل آئے۔

اے معاذ ٹھہرو اور شمار کرو۔راوی کا بیان ہے کہ شمار کرتے ہوئے جب معاذ رضی اللہ عنہ پانچ کی گنتی تک پہنچے ۔آپ ﷺ نے فرمایا: یزید اور یزیدیوں میں اللہ برکت نہ دے۔پھر آپ ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دی گئی ہے، مجھے ان کی جائے شہادت کی مٹی پیش کی گئی ہے اور ان کے قاتل کے بارے میں بتایا گیا ہے۔قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے،جس جماعت کے سامنے حسین رضی اللہ عنہ شہید کیے جائیں گے اور وہ اس سے منع نہیں کرے گی تو اللہ ان کے دلوں اور سینوں میں اختلاف پیدا

کردے گا، اس کے بدترین لوگوں کو اس پر مسلط کردے گا، اسے ٹکڑے ٹکڑے کردے گا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: افسوس! آل محمد سے خلیفہ بننے والے بچے کو میرے بعد کے لوگ قتل کریں گے۔"

(معجم کبیر ۳: ۱۲۰ ح ۲۸۶۱، ۲۰: ۳۸-۳۹، مقتل الحسین للخوارزمی ۱: ۲۳۴، طبرانی کی سند سے، کنز العمال ۱۱: ۱۶۶ ح ۳۱۰۶۱ طبرانی سے، مجمع الزوائد ۹: ۱۹۰)

۸. **رجل من بني اسد**

عن العريان بن هيثم بن الاسود النخعي الكوفي الاعور ،قال:

"كان أبي يتبدى فينزل قريباً من الموضع الذي كان فيه معركة الحسين عليه السلام،فكنا لانبدو الاوجدنا رجلاً من بني أسد هناك،فقال له أبي:اني أراك ملازماً هذا المكان؟قال:بلغني أن حسيناً يقتل هاهنا،فأنا أخرج لعلي أصادفه فأقتل معه ،فلما قتل الحسين عليه السلام قال أبي : انطلقوا ننظر هل الأسدي في من قتل؟ فأتينا المعركة فطوفنا فاذا الأسدي مقتول."

۸. "قبیلہ بنواسد کے ایک شخص کی روایت:

عریان بن ہیثم بن اسود نخعی کوفی اعور بیان کرتے ہیں: میرے والد ایک دیہات میں جایا کرتے تھے جو اس جگہ سے قریب تھا جہاں معرکہ حسین برپا ہوا تھا۔ ہم جب بھی اس دیہات میں جاتے قبیلہ بنواسد کے ایک آدمی کو وہاں پاتے تھے۔ اس سے میرے والد نے پوچھا: میں دیکھتا ہوں کہ تم اسی جگہ کو لازم پکڑ کر بیٹھ گئے ہو۔ اس نے جواب دیا کہ مجھے یہ خبر ملی ہے کہ اسی جگہ حسین شہید کیے جائیں گے۔ میں یہاں اس لیے چل کر آتا ہوں تاکہ ان کے ساتھ مل جاؤں اور ان کے ساتھ میں بھی شہید کیا جاؤں۔ جب حسین علیہ السلام شہید کر دیے گئے تو میرے والد نے کہا کہ چل کر دیکھیں کہ کیا اسدی بھی شہدا میں سے ہے۔ چنانچہ ہم معرکہ کی زمین پر آئے، وہاں تلاش کیا تو دیکھا کہ اسدی بھی شہدا میں سے ہے۔"

(طبقات ابن سعد، ترجمہ امام حسین: ۵۰ ح ۲۸۱، تاریخ دمشق ۱۴: ۲۱۶)

۹. **صالح بن أربد النخعي،عن أم سلمة:**

صالح بن أربد النخعي،عن أم سلمة رضي الله عنها،قالت:

"قال رسول الله ﷺ:اجلسي بالباب ولا يلجن علي احد، فقمت بالباب اذ جاء الحسين عليه السلام،فذهبت أتناوله فسبقني الغلام فدخل على جده،فقلت يا نبي الله —جعلني الله فداک — أمرتني ألايلج عليک أحد وان ابنک جاء فذهبت أتناوله فسبقني، فلما طال ذلک تطلعت من الباب فوجدتک تقلب بکفيک شيئاً ودموعک تسيل والصبي على بطنک! قال:نعم،أتاني جبرئيل عليه السلام فأخبرني أن أمتي يقتلونه، وأتاني بالتربة التي يقتل عليهافهي التي اقلب بکفي."

۹. "صالح بن اربد نخعی کی روایت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے:

صالح بن اربد نخعی روایت کرتے ہیں کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: دروازے پر بیٹھو کوئی میرے پاس اندر نہ آسکے۔ میں دروازے پر کھڑی ہوگئی۔ اتنے میں وہاں حسین علیہ السلام آگئے۔ میں انھیں پکڑنے کے لیے لپکی لیکن بچہ مجھ سے آگے نکل کر اپنے نانا کی گود میں جا بیٹھا۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی ﷺ! میری جان آپ پر قربان! آپ نے مجھ سے کہا تھا کہ کسی کو اندر نہ آنے دوں لیکن آپ کے بیٹے آئے، میں انھیں پکڑنے کے لیے لپکی لیکن وہ مجھ سے آگے نکل گئے۔ پھر جب کافی دیر ہوگئی تو میں نے کمرے میں جھانک کر دیکھا تو دیکھا کہ آپ اپنی ہتھیلیاں مل رہے ہیں، آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں اور بچہ آپ کے پیٹ پر کھیل رہا ہے۔ آپ ﷺ نے جواب دیا کہ ہاں، ایسا ہی تھا۔ میرے پاس جبرئیل آئے تھے، انھوں نے مجھے بتایا کہ آپ کی امت انھیں قتل کرے گی اور ان کی جائے شہادت کی مٹی لا کر مجھے دی، اسی افسوس میں میں اپنے ہاتھ مل رہا ہوں۔"

(معجم کبیر ۳: ۱۰۹ ح ۲۸۲۰ اور ۲۳: ۳۲۸، مسند ابن راھویہ ۴: ۱۳۰ ح ۱۸۹۷،

مصنف ابن ابی شیبۃ ۸: ۶۳۲ ح ۲۵۸، طبقات ابن سعد، ترجمہ امام حسین ۴۳-۴۴ ح ۲۶۹، کنز العمال ۱۳: ۶۵۷ ح ۳۷۶۶۸)

۱۰ **أبو وائل شقيق بن سلمة ، عن أم سلمة:**

شقيق بن سلمة ، عن أم سلمة ، قالت:

" كان الحسن والحسين عليه السلام يلعبان بين يدى النبى ﷺ فى بيتى ، فنزل جبرئيل عليه السلام فقال: يا محمد ، ان أمتك تقتل ابنك هذا من بعدك. وأومأ بيده الى الحسين عليه السلام . فبكى رسول الله ﷺ وضمه الى صدره ، ثم قال رسول الله ﷺ : وديعة عندك هذه التربة، فشمها رسول الله ﷺ وقال: ويح كرب وبلاء.

قالت: وقال رسول الله ﷺ : يا أم سلمة ، اذا تحولت هذه التربة دما فاعلمى ان ابنى قد قتل ".

قال : فجعلتها أم سلمة فى قارورة ، ثم جعلت تنظر اليها كل يوم وتقول : ان يوما تحولين دما ليوم عظيم."

۱۰ "ابو وائل شقیق بن سلمہ کی روایت ام سلمہ سے:

شقیق بن سلمہ بیان کرتے ہیں کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: حسن اور حسین علیہما السلام میرے گھر میں نبی اکرم ﷺ کے سامنے کھیل رہے تھے۔ اسی دوران جبرئیل امین آ گئے اور انھوں نے کہا: اے محمد ﷺ! آپ کی امت آپ کے بعد آپ کے اس بیٹے کو شہید کر دے گی اور انھوں نے حسین علیہ السلام کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر کے بتایا۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ رونے لگے اور انھیں اپنے سینے سے چمٹا لیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ مٹی تمھارے پاس ایک امانت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مٹی سونگھی اور فرمایا: افسوس! یہ تو سراپا کرب و بلا ہے۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اے ام سلمہ! جب یہ

مٹی خون میں بدل جائے تو سمجھ لینا کہ میرے بیٹے حسین شہید کر دیے گئے۔ راوی کا بیان ہے کہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے وہ مٹی ایک شیشی میں رکھ لی ، اسے روزانہ پابندی سے دیکھتی تھیں۔ اور کہا کرتی تھیں کہ جس دن یہ مٹی خون میں بدل جائے وہ بڑا بھاری دن ہوگا۔"
(المعجم الکبیر۳:۱۰۸/ح ۲۸۱۷، تاریخ دمشق۱۴:۱۹۲۔ بغیۃ الطلب۲:۲۵۹۹، وتہذیب الکمال ۶:۴۰۹، وتہذیب التہذیب۲:۳۰۰۔)

۱۱ **عائشة :**

أبو سلمة بن عبدالرحمن بن عوف ، عن ام المومنين عائشة رضی الله عنها:

أبو سلمة بن عبدالرحمن ، عن ام المومنين عائشة رضی الله عنها ، قالت: " ان رسول الله ﷺ أجلس حسينا على فخذه ، فجاء جبرئيل عليه السلام اليه ، فقال : هذا ابنك ؟ قال : نعم ، قال : أما ان أمتك ستقتله بعدك ، فدمعت عينا رسول الله ﷺ ، فقال جبرئيل عليه السلام : ان شئت أريتك الأرض التي يقتل فيها ، قال : نعم ، فأراه جبرئيل عليه السلام ترابا من تراب الطف"

۱۱ "ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن کی روایت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے:

ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے روایت ہے کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ایک بار رسول اللہ ﷺ حسین رضی اللہ عنہ کو اپنی ران پر بٹھائے ہوئے تھے کہ اتنے میں جبرئیل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس آئے اور پوچھا: کیا یہ آپ ﷺ کا نواسہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ کے بعد آپ کی امت ان کو شہید کر دے گی۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کی آنکھیں اشکبار ہو گئیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ اگر آپ ﷺ چاہیں تو میں آپ کو اس سرزمین کی مٹی لا دوں جہاں ان کو شہید کیا جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: لاؤ دکھا دو۔ پھر جبرئیل علیہ السلام نے آپ ﷺ کو سرزمین طف کی مٹی دکھائی۔"

(مقتل الامام الحسین للخوارزمی ۱: ۲۳۳۔ المعجم الأوسط ۶: ۲۴۹، دلائل النبوۃ للبیہقی ۶: ۴۶۹، علل الدار قطنی ۵: الورقۃ ۸۳/ طبقات ابن سعد: ۴۶۔)

۱۲ وفي رواية ابن سعد عن ام المؤمنين عائشة رضي الله عنها قالت:

" كانت لنا مشربة ، فكان النبي ﷺ اذا أراد لقاء جبرئيل عليه السلام لقيه فيها ، فلقيه رسول الله ﷺ مرة من ذلك فيها وأمر عائشة أن لا يصعد اليه أحد ، فدخل حسين بن علي عليه السلام ولم تعلم حتى غشيها، فقال جبرئيل عليه السلام : من هذا ؟ فقال رسول الله ﷺ : ابني ، فأخذه النبي ﷺ فجعله على فخذه، فقال [جبرئيل عليه السلام] : أما انه سيقتل، فقال رسول الله ﷺ : ومن يقتله ؟ قال: أمتك ، فقال رسول الله ﷺ: أمتي تقتله ؟/ قال : نعم ، وان شئت أخبرتك بالأرض التي يقتل بها، فأشار له جبرئيل عليه السلام الى الطف بالعراق ، وأخذ تربة حمراء فأراه اياها، فقال: هذه من تربة مصرعه".

۱۲ ''ابن سعد کی ایک روایت میں ہے کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہمارے گھر ایک سرسبز نرم جگہ تھی، جب رسول اللہ ﷺ جبرئیل علیہ السلام سے ملاقات کرتے تو اسی میں ملاقات کیا کرتے تھے۔ ایک بار رسول اللہ ﷺ نے جبرئیل سے اسی میں ملاقات کی اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ دیکھو کسی کو یہاں آنے مت دینا۔ لیکن حسین علیہ السلام وہاں پہنچ گئے، عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس کی خبر بھی نہیں ہوئی۔ جبرئیل نے آپ سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: میرے بیٹے ہیں۔ یہ کہہ کر آپ نے حسین رضی اللہ عنہ کو اپنی ران پر بٹھالیا۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا: یہ تو جلد ہی شہید کردیے جائیں گے۔ آپ ﷺ نے پوچھا: ان کو کون قتل کرے گا؟ جبرئیل نے جواب دیا: آپ کی امت قتل کرے گا۔ آپ ﷺ نے حیرت سے پوچھا: میری امت قتل کرے گی۔ جبرئیل علیہ السلام نے جواب دیا: ہاں۔ اگر آپ ﷺ چاہیں تو میں اس

سرزمین کے بارے میں بھی بتادوں جہاں یہ قتل کیے جائیں گے۔ یہ کہہ کر جبرئیل نے عراق کی سرزمین طف کی طرف اشارہ کیا۔ وہاں سے سرخ مٹی اٹھائی اور نبی ﷺ کے سامنے رکھ دی۔ یہ مٹی ان کے میدان جنگ کی ہے۔“

(ترجمۃ الامام الحسین علیہ السلام من طبقات ابن سعد: ۴۵/ح ۲۸۰، وتاریخ دمشق ۱۴: ۱۹۴۔۱۹۵)

۱۳ **عروة بن الزبير، عن عائشة:**

عروة بن الزبير، عن عائشة، قالت:

" دخل الحسين بن علي عليه السلام على رسول الله ﷺ وهو يوحى اليه، فنزا على رسول الله ﷺ وهو منكب، ولعب على ظهره، فقال جبرئيل عليه السلام لرسول الله ﷺ: أتحبه يا محمد؟ قال ﷺ: يا جبرئيل، وما لي لا أحب ابني!! قال: فان أمتک ستقتله من بعدک. فمد جبرئيل عليه السلام يده فأتاه بتربة بيضاء، فقال: في هذه الأرض يقتل ابنک هذا يا محمد، واسمها الطف.

فلما ذهب جبرئيل عليه السلام من عند رسول الله ﷺ خرج رسول الله ﷺ والتربة في يده يبكي، فقال: يا عائشة، ان جبرئيل عليه السلام أخبرني أن الحسين ابني مقتول في أرض الطف، وأن أمتي ستفتتن بعدي.

ثم خرج الى أصحابه فيهم علي عليه السلام وأبوبكر وعمر وحذيفة وعمار وأبوذر.. وهو يبكي، فقالوا: ما يبكيک يا رسول الله؟ فقال: أخبرني جبرئيل أن ابني الحسين يقتل بعدي بأرض الطف، وجاءني بهذه التربة وأخبرني أن فيها مضجعه".

”عروہ بن زبیر کی روایت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے:

۱۳ عروہ بن زبیر بیان کرتے ہیں کہ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ایک بار حسین علیہ السلام نبی اکرم ﷺ کے پاس آئے اس وقت آپ پر وحی کا نزول ہو رہا تھا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے اوپر سوار ہو گئے کیوں کہ اس وقت آپ جھکے ہوئے تھے۔ حسین آپ کی پشت مبارک پر کھیلنے لگے۔ جبرئیل علیہ السلام نے نبی ﷺ سے پوچھا: اے محمد ﷺ! کیا آپ ان سے بہت محبت کرتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا: جبرئیل علیہ السلام! یہ میرے بیٹے ہیں بھلا میں ان سے محبت کیوں نہ کروں گا۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ ﷺ کی امت آپ کی وفات کے بعد ان کو قتل کر دے گی۔ یہ کہہ کر انھوں نے ہاتھ بڑھا کر سفید مٹی کی ایک مٹھی اٹھائی اور کہا کہ اے محمد ﷺ! یہی وہ سرزمین ہے جہاں آپ کے بیٹے کو قتل کیا جائے گا۔ اس جگہ کا نام طف ہے۔

جب جبرئیل رسول اللہ ﷺ کے پاس سے اٹھ کر چلے گئے تو آپ اپنے ہاتھ میں مٹی لیے ہوئے اور روتے ہوئے باہر نکلے۔ اور کہا: اے عائشہ! جبریل نے ابھی ابھی مجھے خبر دی ہے کہ میرے بیٹے حسین کو سرزمین طف میں قتل کیا جائے گا اور میری امت میرے بعد فتنوں سے دوچار ہو جائے گی۔

پھر آپ ﷺ اپنے اصحاب کی طرف گئے جن میں علی، ابوبکر، عمر حذیفہ، عمار اور ابوذر رضی اللہ عنہم تھے، اس وقت آپ ﷺ رو رہے تھے۔ لوگوں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! کیوں رو رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے جبرئیل علیہ السلام نے بتایا ہے کہ میرا بیٹا حسین میرے بعد سرزمین طف میں قتل کر دیا جائے گا۔ وہ میرے پاس یہ مٹی لے کر آئے تھے اور بتایا کہ اسی میں اسے لٹایا جائے گا۔"

(المعجم الکبیر۳: ۱۰۷ ر ح ۲۸۱۴۔ مجمع الزوائد۹: ۱۸۷۔۱۸۸، فیض القدیر۱: ۲۶۶)

شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا 'غمِ حسین رضی اللہ عنہ'

حضرت سلمٰی رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں (امّ المؤمنین) امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں گئی تو وہ رو رہی تھیں۔ میں نے رونے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا: 'میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک اور داڑھی مبارک پر خاک پڑی تھی۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ کو کیا ہوا ہے؟آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں ابھی حسین رضی اللہ عنہ کی قتل گاہ سے آیا ہوں۔' (ترمذی شریف، جلد دوم، صفحہ ۷۳۱) (المستدرک للحاکم، جلد چہارم، ۱۹) (تھذیب التھذیب، جلد دوم، ۳۵۶) (تاریخ الخلفاء، ۳۰۴) (البدایہ والنھایہ، جلد پنجم، ۲۰۰)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ایک روز دو پہر کے وقت خواب میں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ آپ کے گیسوئے معطّر (زلف مبارک و داڑھی مبارک کے بال) بکھرے ہوئے ہیں اور غبار آلود ہیں، آپ کے ہاتھوں میں خون سے بھری ایک شیشی ہے، تو میں نے پوچھا: 'میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان! یہ کیا ہے؟' تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم نے فرمایا: 'حسین رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھیوں کا خون ہیں، میں اسے جمع کر رہا ہوں۔'

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں نے اس تاریخ اور وقت کو یاد رکھا اور جب خبر آئی تو معلوم ہوا کہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ اسی وقت اور اسی تاریخ کو شہید کیے گئے تھے۔

(اخرجہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ وامام بیہقی رحمہ اللہ) (مشکاۃ شریف، فضائلِ اہلِ بیت، ۶۱۴۲) (البدایہ والنھایہ، ۳۰/۸)

جہاں دیگر سنتوں پر لوگوں سے جنگ وجدل کرتے پھرنا، دین نظر آتا ہے وہاں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غمِ حسین رضی اللہ عنہ میں غمگین ہو کر رونے کی یہ سنت کہیں نظر نہیں آتی۔

عن ابن عباس قال: رأيت النبي صلى الله عليه وسلم في المنام بنصف النهار أشعث أغبر معه قارورة فيها دم يلتقطه أو يتتبع فيها شيئا قال قلت يا رسول الله صلى الله عليه وسلم ما هذا قال دم الحسين وأصحابه لم أزل أتتبعه منذ اليوم قال عمار فحفظنا ذلك اليوم فوجدناه قتل ذلك اليوم [مُسند احمد: 2165 (242/1)، قال الشيخ زبير عليزئى فى فضائل الصحابة و الشيخ شعيب الأرنؤوط: إسناده صحيح]

مسند احمد کی حدیث میں ہے: سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دِن میں نے دوپہر کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو (خواب میں) دیکھا، (اِس حال میں) کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک بکھرے ہوئے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر گرد پڑی ہوئی ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک شیشی ہے، جس میں خون ہے۔ میں نے عرض کیا: "اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ کیا (ماجرہ) ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِرشاد فرمایا: "یہ حسین رضی اللہ عنہ اور اُس کے ساتھیوں کا خون ہے جسے میں آج صبح سے اِکٹھا کر رہا ہوں۔" سیدنا عمار تابعی رحمہ اللہ کا بیان ہے: "ہم نے وہ (خواب والا) دِن یاد رکھا، اور پھیر (بعد میں) ہم نے تصدیق کر لی اُسی (۶۱ ہجری میں ۱۰ محرم الحرام کے) دِن وہ (سیدنا حسین رضی اللہ عنہ میدان کربلا میں) قتل کیے گئے تھے"

[مُسند احمد: 2165 (242/1)، قال الشيخ زبير عليزئى فى فضائل الصحابة و الشيخ شعيب الأرنؤوط: إسناده صحيح]

۱. رؤيا عبدالله بن عباس:

عن عمار بن أبي عمار، عن ابن عباس، قال:

" رأيت النبي ﷺ فيما يرى النائم بنصف النهار وهو قائم أشعث أغبر، بيده قارورة فيها دم. فقلت:

بأبي أنت وأمي يا رسول الله ما هذا؟ قال: هذا دم الحسين وأصحابه لم أزل ألتقطه منذ اليوم. فأحصينا ذلك اليوم فوجدوه قتل في ذلك اليوم".

۱. ”عمار بن ابی عمار بیان کرتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے دوپہر کے وقت قیلولہ کرتے ہوئے خواب میں دیکھا کہ نبی اکرم ﷺ بکھرے بال اور گرد میں لپٹے ہوئے کپڑے میں کھڑے ہیں۔ آپ کے ہاتھ میں ایک شیشی ہے جس میں خون ہے۔ میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان! اے اللہ کے رسول ﷺ، یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ حسین اور ان کے ساتھیوں کا خون ہے جسے میں شہادت کے دن سے لیے ہوئے ہوں۔ میں نے اسے شمار کیا تو معلوم ہوا کہ اسی دن ان کی شہادت ہوئی تھی۔“

(طبقات ابن سعد: ۴۶۔۴۷/ح ۲۷۲۔ مسند أحمد ۱: ۲۸۳، فضائل الصحابۃ ۲: ۷۷۹/ح ۱۳۸۱۔ الاستیعاب ۱: ۳۹۵۔۳۹۲۔ مسند أحمد ۱: ۲۴۲، فضائل الصحابۃ ۲: ۷۷۸/ح ۱۳۸۰۔ المستدرک علی الصحیحین ۴: ۳۹۷۔ دلائل النبوۃ للبیہقی ۷: ۴۸+ مسند عبد بن حمید ۲۳۵/۱۸۰۔ فضائل الصحابۃ ۲: ۷۸۴/ح ۱۳۹۶، تاریخ دمشق ۱۴: ۲۳۷۔ المعجم الکبیر ۳: ۱۱۰ دلائل النبوۃ للبیہقی ۶: ۴۷۱۔ المعجم الکبیر ۱۲: ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ المعجم الکبیر ۳: ۱۱۰، ۱۲: ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ فضائل الصحابۃ ۲: ۷۸۱/ح ۱۳۸۹، تاریخ دمشق ۱۴: ۲۳۷، تاریخ بغداد ۱: ۱۵۲۔)

۲. رؤيا أم سلمة

عن سلمى، قالت:

" دخلت على أم سلمة وهي تبكي، فقلت: ما يبكيك؟ قالت: رأيت رسول الله ﷺ.. تعني في المنام ..وعلى رأسه ولحيته التراب، فقلت:

مالک یا رسول الله ؟ قال: شهدت قتل الحسين آنفا".

۲. "ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا خواب:

سیدہ سلمی بیان کرتی ہیں کہ میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی دیکھا کہ وہ رو رہی ہیں۔ میں نے رونے کی وجہ معلوم کی تو انھوں نے فرمایا کہ میں نے نبی ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے۔ آپ کے سر مبارک اور داڑھی خاک آلود ہیں۔ میں نے پوچھا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! یہ آپ ﷺ کو کیا ہوا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں ابھی ابھی حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت دیکھ کر لوٹا ہوں۔"

(سنن الترمذی ۵:۳۲۳ر ح ۳۸۶۰، دلائل النبوۃ للبیہقی ۷:۴۸۔ التاریخ الکبیر ۳:۳۲۴ رترجمۃ ۱۰۹۸۔ المعجم الکبیر ۲۳:۳۷۳۔ تہذیب الکمال ۹: ۱۸۷، تاریخ دمشق ۱۴: ۲۳۸۔ المستدرک علی الصحیحین ۴:۱۹)۔

۳. **وقال البخاری فی ترجمة رزين بياع الأنماط من تاريخ الكبير:**

قال الأشج ، حدثنا أبو خالد ، قال حدثنا رزين ، قال : حدثني سلمى:

" دخلت على أم سلمة تبكي ، قالت : رأيت النبي ﷺ وعلى رأسه ولحيته التراب، قال: شهدت قتل الحسين آنفا".

۳. "امام بخاری تاریخ کبیر میں رزین بیاع انماط کے ترجمہ میں لکھتے ہیں کہ اشج نے بیان کیا، اس نے کہا کہ ہم سے ابو خالد نے بیان کیا، اس نے بتایا کہ ہم سے رزین نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے سلمی نے بیان کیا کہ:

میں سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئی دیکھا کہ وہ رو رہی ہیں۔ انھوں نے فرمایا کہ میں نے نبی ﷺ کو خواب میں دیکھا ہے۔ آپ ﷺ کے سر مبارک اور داڑھی خاک آلود ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: میں ابھی ابھی حسین کی شہادت دیکھ کر لوٹا ہوں۔"

(التاریخ الکبیر ۳:۳۲۴ رترجمۃ ۱۰۹۸)۔

شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ سے پہلے امام مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کا 'غمِ حسین رضی اللہ عنہ' میں رونا

ابن سعد رحمہ اللہ اور شعبی سے بیان کیا ہے کہ صفّین کی طرف جاتے ہوے حضرت علی رضی اللہ عنہ کربلا سے گزرے۔ جب فرات کے کنارے نینویٰ بستی سے گزر رہے تھے تو مولیٰ علی رضی اللہ عنہ نے وہاں کھڑے ہو کر اس زمین کا نام پوچھا تو آپ رضی اللہ عنہ کو بتایا گیا کہ اسے 'کربلاء' کہتے ہے۔ تو آپ رضی اللہ عنہ روپڑے، یہاں تک کہ آپ کے آنسوؤں سے زمین تر ہو گئی۔ پھر فرمایا: 'میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رو رہے تھے۔ میں نے عرض کیا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس وجہ سے گریہ کناں ہیں؟' فرمایا: 'ابھی جبرئیل علیہ السلام نے آکر مجھے خبر دی ہیں کہ میرا بیٹا حسین رضی اللہ عنہ فرات کے کنارے ایک جگہ قتل ہوگا، جسے 'کربلاء' کہا جاتا ہے، پھر جبرئیل علیہ السلام نے ایک مٹھی میں مٹی پکڑ کر مجھے سونگھائی تو میں اپنے آنسوؤں کو روک نہیں سکا۔'

حضرت اصبغ بن نباتہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب ہم مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگِ صفّین سے واپس آئے تو کربلا سے گزر رہے تھے کہ جب قبرِ حسین رضی اللہ عنہ کی جگہ آئی تو حضرت علی رضی اللہ عنہ رک گئے اور رو رو کر شہداء کربلا کے متعلق فرمایا: 'یہاں ان شہداء کرام کے

اونٹ باندھے جائیں گے، یہاں ان کے کجاوے رکھنے کی جگہ ہیں، یہاں ان کا خون بہنے کا مقام ہیں۔ کتنے جوان آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کھلے میدان میں قتل کیے جائیں گے۔ ان پر زمین و آسمان روئیں گے۔

(دلائل النبوۃ، ابو نعیم اصفہانی رحمہ اللہ، صفحہ ۵۰۹) (خصائصِ کبریٰ، جلد دوم، صفحہ ۱۲۶) (سرّ شہادتین، صفحہ ۳)

عبدالله بن عباس، عن علي عليه السلام:

ذكر شيخ الاسلام الحاكم الجشمي:

"أن أمير المؤمنين علياً عليه السلام لماسار الى صفين نزل بكربلاء، وقال لابن عباس :أتدري ماهذه البقعة؟قال: لا،قال: لوعرفتها لبكيت بكائي،ثم بكى بكاءً شديداً،ثم قال: مالي ولآل أبي سفيان؟ثم التفت الى الحسين عليه السلام وقال: صبراً يا بني ،فقد لقي أبوك منهم مثل الذي تلقى بعده."

"عبداللہ بن عباس کی روایت علی علیہ السلام سے:

شیخ الاسلام حاکم جشمی نے ذکر کیا ہے:

امیر المومنین علی علیہ السلام جب صفین کے لیے روانہ ہوئے تو راستے میں کربلا میں اترے اور ابن عباس سے کہا: جانتے ہو یہ کون سی جگہ ہے؟ انھوں نے جواب دیا: نہیں۔ علی نے کہا کہ اگر اس جگہ کے بارے میں معلوم ہو جائے تو میری طرح تم بھی آنسو بہاؤ گے۔ یہ کہہ کر وہ شدت سے رونے لگے۔ اس کے بعد فرمایا: میرا اور آل ابی سفیان کا کیا جھگڑا ہے؟ پھر حسین کی طرف رخ کیا اور فرمایا: میرے بیٹے صبر کرنا۔ آل ابی سفیان سے تمھارے باپ کو جس طرح کی اذیت پہنچی ہے اسی طرح کی اذیت تمھیں بھی ان سے میرے بعد پہنچے گی۔" (مقتل حسین، خوارزمی ۱: ۲۳۶ ح ۱۰)

في تذكرة الخواص: وقد روى الحسن بن كثير وعبدخير قالا:

"لما وصل علی علیه السلام الی کربلاء وقف وبکی وقال: بأبیه أغیلمة یقتلون ھاھنا،ھذا مناخ رکابھم،ھذا موضع رحالھم،ھذا مصرع الرجل،ثم ازداد بکاؤہ."

"تذکرۃ الخواص میں ہے کہ حسن بن کثیر اور عبد خیر نے بیان کیا: جب علی علیہ السلام کربلا پہنچے تو وہاں ٹھہر گئے اور رونے لگے اور فرمایا: اس کے باپ کی قسم! چند بچے یہاں شہید کیے جائیں گے۔ یہ ان کی سواریوں کے رکنے کی جگہ ہے، یہاں وہ پڑاؤ ڈالیں گے، یہاں اس خاص انسان کو پچھاڑا جائے گا۔ یہ کہہ کر وہ شدت سے رونے لگے۔"

(تذکرۃ الخواص: ۲۵۰)

الأصبغ بن نباتة،عن علی علیه السلام:

عن الأصبغ بن نباتة،قال:

"أتینا مع علی علیه السلام فمررنا بموضع قبر الحسین علیه السلام،فقال علی علیه السلام:ھاھنا مناخ رکابھم،وھاھنا موضع رحالھم، وھاھنا مھراق دمائھم،فتیة من آل محمد یقتلون بھذه العرصة تبکی علیھم السماء والأرض."

"اصبغ بن نباتہ کی روایت علی علیہ السلام سے:

اصبغ بن نباتہ بیان کرتے ہیں کہ ہم علی علیہ السلام کے ساتھ چل رہے تھے کہ ہمارا گزر اس جگہ سے ہوا جہاں آج حسین علیہ السلام کی قبر ہے۔ علی نے فرمایا: یہاں ان کی سواریوں کی لگامیں کھینچی جائیں گی، اسی جگہ وہ مقیم ہوں گے اور اسی جگہ ان کا خون بہایا جائے گا۔ آل محمد کے بچے اسی میدان میں شہید کیے جائیں گے اور آسمان و زمین ان پر خون سے آنسو بہائیں گے۔"

(دلائل النبوۃ لأبی نعیم الأصفھانی ۲:۵۸۱۔۵۸۲، ذخائر العقبی: ۹۷، ینابیع المودۃ ۲:۱۸۶ح ۵۴۱، الفتوح لابن أعثم ۲:۴۶۲)

نجیّ،عن علی علیه السلام:

عبدالله بن نجیّ ،عن أبیه:

"أنـه سـار مـع عـلـی عـلیـه السلام– و کان صاحب مطهرته–فلما حـاذی نیـنـوی وهـو مـنـطـلق الی صفین،فنادی علی علیه السلام:اصبر أبا عبـدالـله ،اصبر أبا عبدالله بشط الفرات ،قلت:وماذا؟قال:دخلت علی النبی ﷺ ذات یـوم وعینـاه تـفیـضـان،قـلـت:یـانبی الله أغضبک أحد؟ ماشأن عینیک تـفیـضـان؟قـال:بل قام من عندی جبرئیل قبل. فحدثنی أن الحسین یـقتـل بشـط الـفـرات،قال:فقال:هل لک أن أشمک من تربته؟ قال: قلت: نعم،فمدّ یده فقبض قبضة من تراب فأعطانیها،فلم أملک عینی أن فاضتا."

قال الضیاء المقدسی الحنبلی فی الاحادیث المختارة: اسناده حسن.

نجی کی روایت علی علیہ السلام سے:

عبداللہ بن نجی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ علی علیہ السلام کے ساتھ روانہ ہوئے اور میرے والدان کی طہارت وغیرہ کے ذمہ دار تھے،صفین جاتے ہوئے جب وہ نینوی کے پاس سے گزرے تو آواز دیتے ہوئے فرمایا: اے ابوعبداللہ دریائے فرات کے کنارے صبر کرنا،اے ابوعبداللہ دریائے فرات کے کنارے صبر کرنا۔ میں نے عرض کیا: یہ کیا بات ہوئی؟ فرمایا: میں ایک دن نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا،اس وقت آپ کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔میں نے پاچھا: اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ کو کس نے ناراض کر دیا ہے؟ آپ کی آنکھوں سے آنسو کیوں بہہ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: ابھی ابھی جبرئیل میرے پاس سے اٹھ کر گئے ہیں۔انھوں نے مجھ سے کہا کہ حسین دریائے فرات کے کنارے شہید کیے جائیں گے۔اور یہ بھی کہا کہ اگر چاہیں تو اس سرزمین کی مٹی آپ کو سونگھنے کے لیے لا دوں۔میں نے جواب دیا کہ ضرور لا دو۔پھر انھوں نے ہاتھ بڑھا کر ایک مٹھی مٹی میرے

سامنے رکھ دی۔ یہ دیکھ کر مجھے اپنی آنکھوں پر قابو نہیں رہا۔''

ضیاء مقدسی حنبلی نے ''الاحادیث المختارۃ'' میں اس روایت کی سند کو حسن بتایا ہے۔

(مسند احمد ۱:۸۵، مصنف ابن ابی شیبہ ۸:۶۳۲ح ۲۵۹، مسند ابی یعلیٰ ۱: ۲۹۸ح ۳۶۳، معجم کبیر ۳:۱۰۵ح ۲۸۱۱، تاریخ دمشق ۱۴:۱۸۷، البدایہ والنہایہ ۸:۲۱۷، تہذیب الکمال ۶:۴۰۷، سیر اعلام النبلاء ۳:۲۸۸، الاحادیث المختارۃ ۲:۳۷۵ح ۷۵۸)

امّ المؤمنین سیدہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا کا غمِ حسین رضی اللہ عنہ میں گریہ

عبد الحمید بن بَهْرام ، وآخر ثقة ، عن شهْرِ بن حَوْشَب ، قال: كنتُ عند أُمِّ سلمةَ زوجِ النبيِّ ﷺ حين أتاها قتلُ الحسين ، فقالت : قد فعلوها ؟! ملأَ اللّهُ بيوتَهم وقبورَهم ناراً ، ووقعتْ مَغْشِيَّةً عليها ، فقمنا .

عبدالحمید بن بہرام :-

عبدالحمید بن بہرام اور ایک دوسرے معتبر راوی حضرت شہر بن حوشب سے نقل کرتے ہیں کہ ابن حوشب نے کہا کہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا زوجۂ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اس وقت موجود تھا جب انکے پاس حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر پہنچی تو انہوں نے فرمایا: ان لوگوں نے یہ کام انجام دے دیا؟ اللہ رب العزت انکے گھروں کو اور انکی قبروں کو آگ سے بھر دے، اور وہ بے ہوش ہو کر گر گئیں، پھر ہم اٹھ کر چلے آئے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ امّ المؤمنین حضرت امّ سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: جب قتلِ حسین رضی اللہ عنہ کی رات آئی تو میں رو پڑی اور میں نے بوتل کو کھولا تو مٹی خون ہو کر بہہ پڑی۔

(صواعق المحرقہ، حافظ ابن حجر مکی، صفحہ ۶۴۱) (بحوالہ زوائد المسند امام احمد بن حنبل)

سِيَرُ أَعْلامِ النُّبَلاءِ

تَصْنِيفُ
الإمامِ شَمْسِ الدِّينِ محمَّدِ بْنِ أحْمَدَ بْنِ عُثْمانَ الذَّهَبِيِّ
المتوفى
٧٤٨هـ - ١٣٧٤م

أشرف على تحقيق الكتاب وخرّج أحاديثه
شعيب الأرنؤوط

حقق هذا الجزء
محمد نعيم العرقسوسي و مأمون صاغرجي

الجزء الثالث

مؤسسة الرسالة

ابنُ ثمانٍ وخمسين . وماتَ لهاحَسن ،وقُتـل لهـا حُسين[١].

قلتُ : قولهُ : ماتَ لها حسن : خطأٌ ، بل عاشَ سبعاً وأربعين سنة .

قال الجماعةُ : مات يوم عاشوراء سنة إحدىٰ وستين ، زاد بعضُهم يوم السبت وقيل : يوم الجمعة ، وقيل: يوم الاثنين.

ومولده في شعبان سنة أربع من الهجرة .

عبد الحميد بن بَهْرام ، وآخر ثقة ، عن شهْرِ بن حَوْشَب ، قال: كنتُ عند أُمِّ سلمةَ زوجِ النبيِّ ﷺ حين أتاها قتلُ الحسين ، فقالت : قد فعلوها ؟! ملأ اللّٰهُ بيوتَهم وقبورَهم ناراً ، ووقعتْ مَغْشِيَّةً عليها ، فقمنا .

ونقل الزبير لسُليمان بن قتَّة[٢] يرثي الحُسين :

وإنَّ قَتِيلَ الطَّفِّ مِنْ آلِ هاشِمٍ   أَذَلَّ رِقَاباً مِنْ قُـرَيْشٍ فَـذَلَّتِ
فَإنْ يُتبِعُوهُ عَائِذَ البَيْتِ يُصْبِحُوا   كَعَادٍ تَعَمَّتْ عَنْ هُدَاها فَضَلَّتِ
مَرَرْتُ علىٰ أبياتِ آلِ مُحمَّدٍ   فَـأَلْفَيْتُها أَمْثـالَهَا حِينَ حَلَّتِ[٣]

(١) « الطبراني » (٢٧٨٤) .

(٢) بفتح القاف ومثناة من فوق مشددة كما ضبطه ابن ناصر الدين في « توضيح المشتبه » ورقة ٢١٥ ، وابن حجر في « تبصير المنتبه » ١١٢٢/٣ ، وابن الجزري في « طبقات القراء » ٣١٤/١ ، وقد تصحف في « تعجيل المنفعة » إلى « قتة » ، وهو سليمان بن قتة التيمي مولاهم البصري ، روى عن ابن عباس ، وعمرو بن العاص وغيرهما ، روى عنه موسى بن أبي عائشة وغيره ، وكان فارساً شاعراً ، قال ابن الجزري : عرض القرآن على ابن عباس ثلاث عرضات ، وعرض عليه عاصم الجحدري ، مترجم في « تاريخ البخاري » ٣٢/٤ ، و « الجرح والتعديل » ١٣٦/٤ .

والأبيات منسوبة له في « الاستيعاب » ٣٧٩/١ ، و « البداية » ٢١١/٨ ، و « تهذيب ابن عساكر » ٣٤٥/٤ ، ٣٤٦ ، والأول والثالث والرابع والخامس منها في « حماسة أبي تمام » ٩٦١/٢ ، ٩٦٢ بشرح المرزوقي . ونسبه ياقوت الحموي إلى أبي دهبل ، ولم يتابع على ذلك .

(٣) رواية الشطر الثاني في « الحماسة » :

فلم أرها أمثالها يوم حُلَّتِ

قال المرزوقي : يريد أنه قد ظهر عليها من آثار الفجع والمصيبة ما صارت له دهشاً . »

شہداء کرام کا غم کرنا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وبنت نبی فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا تریقا

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی 'صحیح' میں شہداء بدر کے لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے نوحہ (مرثیا) پڑھنے کے بیان میں ایک حدیث لائے ہے :

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ الْمُفَضَّلِ، حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ ذَكْوَانَ، قَالَ: قَالَتِ الرُّبَيِّعُ بِنْتُ مُعَوِّذِ بْنِ عَفْرَاءَ: جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَدَخَلَ حِينَ بُنِيَ عَلَيَّ، فَجَلَسَ عَلَى فِرَاشِي كَمَجْلِسِكَ مِنِّي، فَجَعَلَتْ جُوَيْرِيَاتٌ لَنَا يَضْرِبْنَ بِالدُّفِّ وَيَنْدُبْنَ مَنْ قُتِلَ مِنْ آبَائِي يَوْمَ بَدْرٍ، إِذْ قَالَتْ إِحْدَاهُنَّ: وَفِينَا نَبِيٌّ يَعْلَمُ مَا فِي غَدٍ، فَقَالَ: دَعِي هَذِهِ، وَقُولِي بِالَّذِي كُنْتِ تَقُولِينَ .

ہمیں مسدد نے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا : ہمیں بشر بن المفضل نے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا: ہمیں خالد بن ذکوان نے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا : الربیع بنت معوذ بن عفراء نے بتایا : جب مجھے میرے خاوند کے پاس پیش کیا گیا اس موقع پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے، سو آپ میرے بستر پر بیٹھ گئے جس طرح تم میرے قریب بیٹھے ہو، اس وقت لڑکیاں دف بجا رہی تھیں اور غزوۂ بدر میں جو میرے

آباء قتل کیے گئے تھے ان پر نوحہ کر رہی تھیں، اچانک ان میں سے ایک لڑکی نے یہ شعر پڑھا: ہم میں ایسے نبی موجون ہیں جن کو آنے والے کل کا علم ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ شعر نہ پڑھو اور جو اشعار تم پہلے پڑھ رہی تھیں وہی پڑھتی رہو۔

(صحیح البخاری باب: نکاح اور ولیمہ کی تقریب میں ڈف بجانا: ۵۱۴۷، سنن ترمذی ۱۰۹۰، سنن ابو داؤد: ۴۹۲۲، سنن ابن مجہ: ۱۸۹۷، مسند احمد ج۶ ص ۳۶۰، ۳۵۹، ۱۸۹۷، السنن الکبریٰ ج۱۱ ح ۱۵۸۳۲)

تشریح : اس حدیث کو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب: 'نکاح اور ولیمہ کی تقریب میں ڈف بجانا' میں بیان کیا ہے جس میں انہوں نے نکاح جیسی خوشی کے موقع پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ڈف بجایا جاتا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع نہیں کیا یہ صحیح حدیث سے بیان کیا ہے۔

اس حدیث کو اسی سند سے امام ترمذی نے اپنی 'سنن' میں بیان کیا ہے اور اس حدیث کو "حسن صحیح" کہا ہے۔

(سنن ترمذی، حدیث ۱۰۹۰)

اس حدیث کو ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اور سند سے بیان کیا ہے اور حدیث صحیح ہے۔

(ابن ماجہ: گانے اور ڈف بجانے کے بیان میں، ج ۳، حدیث ۱۸۹۷)

اس حدیث کو بخاری کی ہی سند سے ابن داؤد رحمۃ اللہ علیہ اپنی 'سنن' میں نقل کیا ہے اور حدیث صحیح ہے۔

(سنن ابن داؤد، باب: گانے کے بیان میں، ج ۴، ح ۴۹۲۲)

اس حدیث میں جو واقعا بیان ہوا کہ راوی ربیع بنت معوذ کی شادی کے موقع پر نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تشریف لاتے ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے بچیاں شہداء بدر رضی اللہ عنہم کے غم میں مرثیہ پڑھتی ہیں مگر اچانک کب وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں منکبت پڑھنا شروع کرتی ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِن کو روک کر واپس وہی مرثیہ جو جنگِ بدر کے شہداء کے غم میں پڑھا گیا وہ پڑھنے کا حکم دیتے ہیں، اس سے پتا چلا کہ شہداء اسلام کے غم میں مرثیہ سننا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہیں۔ بے شک شہداء اسلام زندا ہیں مگر اُن کا غم تازا کرنے کے لیے مرثیہ یا نوحہ پڑھ سکتے ہیں۔ اس فعل سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِس کو سن نے کی فرمائش کی ہے۔

فتاویٰ رضویہ میں بھی مرثیہ پڑھنے کا ذکر ہے

اس حدیث کا ذکر علامہ احمد رضا خان اریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فتاویٰ رضویہ جلد ۲۳ مین کیا ہے جس میں انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایک نکاح کے موقع پر بچیوں کا ڈف بجا کر شہداء بدر رضی اللہ عنہم کی شان میں مرثیہ پڑھنا نقل کیا ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ شہداء اسلام کے غم میں اشعار یعنی مرثیہ سننا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔ افسوس خود کو احمد رضا اریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے چاہنے والا بتانے والی جماعت کا ایک گروہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہید نواسہ کے شہادت کے اسرہ میں نئے سال کی مبرکبادی دے نے میں مشغول رہتا ہے۔ اللہ ہم سب کو نیک ہدایت عطا فرمائے۔ آمین۔

یہاں فتاویٰ رضویہ کے سکین پیج پیش ہیں۔

مَنْ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ (الحدیث)

اَلْعَطَایَا النَّبَوِیَّۃُ فِی الْفَتَاوِی الرِّضْوِیَّۃِ

مع تخریج وترجمہ عربی عبارات

جلد ۲۳

تحقیقات نادرہ پر مشتمل چودھویں صدی کا عظیم الشان
فقہی انسائیکلوپیڈیا

امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز
۱۲۷۲ھ ـــــــ ۱۳۴۰ھ
۱۸۵۶ء ـــــــ ۱۹۲۱ء

رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ
اندرون لوہاری دروازہ، لاہور ۸، پاکستان (۵۴۰۰۰)
فون: ۷۶۵۷۳۱۴

منع کرتے کرتے اپنا کام کر گزریں گی بلکہ شریف زادیوں کا ان آوارہ بدوضعوں کے سامنے آنا ہی سخت بیہودہ و بیجا ہے۔ صحبت بد زہر قاتل ہے اور عورتیں نازک شیشیاں ہیں جن کے ٹوٹ جانے کے لئے ایک ادنی سی ٹھیس بھی بہت ہوتی ہے اسی لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے یاانجشۃ رُوَیْدًا بالقواریر [1] (اے انجشہ! ٹھہر جاؤ کہیں کانچ کی شیشیاں ٹوٹ نہ جائیں۔ت) فرمایا۔

ھذا کلہ ظاھر بین عند من نور اللہ تعالٰی بصیرتہ وجمیع مانھینا عنہ فان علیہ دلائل ساطعۃ من القراٰن العظیم والحدیث الکریم والفقۃ القویم بیدان وضوح الحکم اغنانا عن سردھا فلنذکر بعض دلائل علی ماذکرنا اباحتہ فانانری ناسا یشدون الامر یطلقون القول بالتحریم و منھم من یبیح ضرب الدف بشرط ان لایکون معہ شیئ من الشعر وانما یکون محض دف مع ان الاحادیث ترد ذٰلک کما ستعلم مماھنالک اخرج الامام البخاری فی صحیحہ من الربیع بنت معوذ بن عفرا قالت جاء النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم	یہ سب کچھ اچھی طرح واضح ہے ہر اس بندے پر جس کو اللہ تعالٰی نے دل کی روشنی بخشی ہے اور تمام وہ باتیں جن سے ہم نے منع کیا ہے کیونکہ اس پر قرآن عظیم، حدیث مبارک اور فقہ قویم کے روشن دلائل موجود ہیں لہٰذا واضح حکم نے ہمیں اس کی تفصیل سے بے نیاز کردیا ہے پھر ہم بعض دلائل بیان کرتے ہیں اس مسئلہ پر جس کی اباحت ہم نے پہلے ذکر کردی کیونکہ کچھ لوگوں کو ہم دیکھتے ہیں کہ وہ معاملہ میں سختی کرتے ہیں اور مطلق تحریم کا قول ذکر کرتے ہیں (قول بالتحریم مطلق بیان کرتے ہیں) اور کچھ وہ لوگ ہیں جو دف بجانا مباح کہتے ہیں مگر اس شرط کے ساتھ کہ اشعار نہ پڑھے جائیں بلکہ صرف دف بجائی جائے حالانکہ حدیث میں اس کی تردید آئی ہے اور جو کچھ یہاں مذکور ہوگا عنقریب تم جان لوگے امام بخاری نے اپنی صحیح میں ربیع بنت معوذ بن عفراء کے حوالہ سے تخریج فرمائی کہ اس بی بی نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ان کے ہاں

[1] صحیح بخاری کتاب الادب قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۱۰-۹۰۸، صحیح مسلم کتاب الفضائل باب رحمتہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم النساء قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۲۵۵، مسند احمد بن حنبل عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ المکتب الاسلامی بیروت ۳/ ۲۵۴

فدخل حسین بن علی فجلس علی فراشی کمجلسك منی فجعلت جویریات لنا یضربن بالدف ویندبن من قتل من اٰبائی یوم بدر[1] الحدیث۔

واخرج ایضاً عن ام المومنین الصدیقۃ رضی اللہ تعالٰی عنہا انہا زفت امرأۃ الی رجل من الانصار فقال نبی اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم ماکان معکم لھو فان الانصار یعجبھم اللھو[2]۔

واخرج القاضی المحاملی عن جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنھما فی ھذاالحدیث انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم قال ادرکیھا یا زینب امرأۃ کانت تغنی بالمدینۃ[3]۔

تشریف لائے تو حضرت حسین بن علی حاضر خدمت ہوئے اور میرے بچھونے پر اس طرح تشریف فرماہوئے جیسے تمھارا میرے پاس بیٹھنا ہے اور ہماری کچھ بچیاں دف بجابجا کر ہمارے اکابر شہداء بدر کے مرثیے پڑھتی رہیں۔الحدیث۔

اور یہ بھی ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کی سند سے تخریج فرمائی کہ ایک دلہن اپنے انصاری شوہر کے گھر رخصت کی گئی تو حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمھارے پاس کوئی کھیل (گانے بجانے) کاسامان نہ تھا کیونکہ انصار اس سے جوش میں آتے ہیں اور خوش ہوتے ہیں، قاضی محاملی نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالٰی عنہما کے حوالے سے اس حدیث کی تخریج فرمائی کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے زینب! کسی ایسی عورت سے رسائی حاصل کرو جو مدینہ منورہ میں گانے والی ہو، محدث ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس کے حوالے سے تخریج فرمائی (اللہ تعالٰی دونوں سے راضی ہو) انھوں نے فرمایا سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا نے قبیلہ انصار میں اپنی ایک قربتدار کا نکاح کیا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم

---

[1] صحیح البخاری کتاب النکاح باب ضرب الدف بالنکاح قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷۷۳

[2] صحیح البخاری باب النسوۃ اللاتی یھدین المرأۃ الخ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/ ۷۷۵

[3] فتح الباری بحوالہ المحاملی کتاب النکاح باب النسوۃ اللاتی یھدین المرأۃ الخ مصطفی البابی مصر۱۱/ ۱۳، عمدۃ القاری کتاب النکاح باب النسوۃ اللاتی یھدین المرأۃ الخ ادارۃ الطباعۃ المنیریۃ بیروت ۲۰/ ۱۴۹

سید الشہداء امیر حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے غم میں سیدہ فاطمہ بنت رسول اللہ رضی اللہ علیہ و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رونا

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ المستدرک الصحیحین میں حدیث نقل کرتے ہیں:

4319ـ اَخْبَرَنَا اَبُو عَبْدِ اللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الصَّفَّارُ حَدَّثَنَا اَبُوْ بَكْرِ بْنُ اَبِى الدُّنْيَا الْقَرَشِيُّ حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ شُعَيْبٍ حَدَّثَنَا بْنُ اَبِى فُدَيْكٍ اَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ اَبَاهُ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ حَدَّثَهُ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تَزُوْرُ قَبْرَ عَمِّهَا حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فِى الْاَيَّامِ فَتُصَلِّي وَتَبْكِيْ عِنْدَهُ ـ

هٰذَا حَدِيْثٌ صَحِيْحُ الْاِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ

"ہم کو خبر دی ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ صفار سے انہوں نے سنا ابو بکر بن ابو دنیا القرشی سے انہوں نے سنا علی بن شعیب سے ابی فُدیک سے انہوں نے خبر دی سلیمان بن داؤد سے انہوں نے روایت کیا اپنی والد سے انہوں نے روایت کیا جعفر بن محمد (امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ) سے، امام جعفر صادق اپنے والد (امام باقر رضی اللہ عنہ) کے حوالہ سے انکے والد (امام زین العابدین رضی اللہ عنہ) کا بیان نقل کرتے ہیں، اُن کے والد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: **"حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا عموماً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ بن عبد المطلب رضی اللہ عنہما کی قبر کی زیارت کے لیے جایا کرتی تھیں اور ان کی قبر کے پاس نماز بھی پڑھتی تھی اور بہت رویا کرتی تھیں۔"**

امام حاکم رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

"یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو نقل نہیں کیا"۔

غمِ حسین رضی اللہ عنہ میں آسمان کا گریہ کرنا

امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ اپنی تفسیرِ قرآن، تفسیر درّ منثور میں سورہ دخان میں آیت نبر ۲۹ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

فَمَا بَكَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَآءُ وَالْاَرْضُ وَمَا كَانُوْا مُنْظَرِيْنَ ﴿۲۹﴾

ترجمہ: پھر نہ (تو) ان پر آسمان اور زمین روئے اور نہ ہی انہیں مہلت دی گئ۔

تفسیر: امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ، حضرت عبید المکتب رحمہ اللہ سے اور وہ حضرت ابراہیم النخعی تابعی رحمہ اللہ سے روایت نقل کرتے ہیں: جب سے کائنات کی تخلیق ہوئی ہے آسمان اور زمین سوائے دو افراد کے کسی کے لیے نہیں روئے۔ انہوں نے عبید المکتب رحمہ اللہ سے پوچھا کہ (کیا) انہیں پتا ہے کہ آسمان و زمین مؤمنوں پر نہیں روتے؟ (پھر) فرمایا: وہ جگہ روتی ہے جہاں وہ رہتا ہے اور آسمان میں جہاں سے اس کا عمل بلند ہوتا ہے۔ پھر (عبید سے) پوچھا: کیا تو جانتا ہے کہ آسمان کے رونے سے کیا مراد ہے؟ (عبید نے) عرض کیا: نہیں۔ (ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے) فرمایا: وہ سرخ ہو جاتا ہے اور اس کا رنگ رنگے ہوئے چمڑے کی طرح سرخ ہو جاتا ہے، حضرت یحییٰ بن زکریا علیہما السلام کو جب قتل کیا گیا تو آسمان سرخ ہو گیا اور اس نے خون برسایا اور **جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو آسمان سرخ ہو گیا تھا۔**

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے زید بن زیاد رحمہ اللہ سے روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو چار ماہ آسمان کے کنارے سرخ رہے۔

(تفسیر الدر منثور، جلد ۵، صفحہ ۱۱۲_۱۱۳)

سورج کو گرہن لگا اور سات دن تک اندھیرا چھا گیا

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: 'جب سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے اس دن سورج کو گرہن لگ گیا۔ ۷ (سات) دن تک دنیا میں اندھیرے کا عالم رہا۔ ۶ مہینوں تک آسمان کے کنارے سرخ رہے۔ دھیرے دھیرے یہ سرخی چلی گئی۔ مگر آج بھی صبح و شام کے وقت اس سرخی کو دیکھا جاتا ہے جو اس سے پہلے نہیں تھی۔

روایت ہے کہ جب امام حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کیا گیا تو اتنا زبردست سورج گرہن ہوا کہ دن میں ستارے نکل آئے۔

(مجمع الزوائد، جلد ۷، حدیث: ۱۱۵، ۱۶۳)

ستارے ٹوٹنے لگے

یزیدی لشکریوں نے جب امام حسین رضی اللہ عنہ کے لشکر میں ایک اونٹ کو ذبح کیا تو اس کا گوشت سرخ ہو گیا اور اسے پکایا تو کڑوا ہو گیا۔ دیواروں پر دھوپ کا رنگ زعفرانی رہا۔ ستارے ایک دوسرے پر ٹوٹ کر گرتے رہے۔

(شہید ابن شہید، صفحہ ۳۶۵_۳۶۶) (تاریخ الخلفاء، صفحہ ۳۰۴) (صواعق المحرقہ، صفحہ ۶۴۵)

حضرت ام حبان فرماتی ہیں کہ 'جس دن حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے اس دن سے ہم پر تین روز تک اندھیرا رہا اور جس شخص نے منہ پر زعفران لگایا اس کا منہ جل گیا اور بیت المقدس کے پتھروں کے نیچے تازہ خون پایا گیا۔

(خصائص کبریٰ، حصہ ۲، صفحہ ۲۰۶)

آسمان سے خون برسا

حضرت علی بن مُسہِر رحمہ اللہ اپنی دادی سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتی ہیں: 'میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے وقت جوان لڑکی تھی، کئی دنوں تک آسمان ان پر رویا یعنی خون برسا۔'
(بیہقی، سرّالشادتین، صفحہ ۳۳)

امام ابن سیرین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ 'بے شک دنیا پر تین دن تک اندھیرا رہا اور آسمان پر سرخی ظاہر ہوئی اور آسمان پر شفق کے ساتھ جو سرخی ہوتی ہے وہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت سے پہلے نہیں تھی۔'

(تھذیب التھذیب، صفحہ ۳۵۴)
(سرّالشادتین، صفحہ ۳۳)
(بحوالہ خطباتِ کربلاء، صفحہ ۲۱۵_۲۱۶)
(صواعق المحرقہ صفحہ ۶۴۵)

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت پر جنّاتوں کی نوحہ خوانی

امّ المؤمنین سیدہ امّ سلمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: 'میں نے سنا شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ پر جنّاتوں نے نوحہ خوانی کی، وہ رو کر یہ پڑھ رہے تھے:

أيها القوم القاتلون حسيناً ابشروا بالعذاب والتنكيل
قد لعنتم على لسان داؤد وموسى وحامل الإنجيل

ترجمہ: "اے حسین رضی اللہ عنہ کے قاتلوں! عذاب کی خشخبری ہاسل کرو، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عسیٰ علیہ السلام کے زریئے تم پر لعنت کی گئ۔"

(نوحہ خوانی: شہداؤں کے غم میں پڑھے جانے والے اشعار۔)

(شیخ، علم، محدث حسن بن زمان بن قاسم علی ذوالفقار علی بن امام قلی ترکمانی حیدرآبادی رحمۃ اللہ علیہ (۱۳۲۸ھ): ذکرِ شہادتِ علی و حسین رضی اللہ عنہما، ص: ۱۱۱)

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انہوں نے حضرت حسین رضی اللہ عنہ پر جنّاتوں کو نوحہ کرتے سنا ہے۔

(شہید ابن شہید، صفحہ ۳۶۵) (دلائل النبوۃ، ابو نعیم اصفہانی، جلد ۲، حدیث: ۱۸۰۱، ۱۸۰۴) (صواعق المحرقہ، صفحہ ۱۹۱) (البدایہ والنھایہ، جلد ۸، صفحہ ۲۰۱) (مجمع الزوائد، جلد ۷، کتاب المناقب، حدیث: ۱۵۱۷۹، ۱۵۱۸۰)
(حافظ ہیثمی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ دونوں روایتیں صحیح ہیں۔)

غمِ حسین رضی اللہ عنہ میں زمین کا گریہ کرنا

وعن الزهري، قال: ما رفع بالشام حجر يوم قتل الحسين بن علي، إلا عن دم۔

ترجمہ: امام الزہری روایت کرتے ہیں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے قتل کے دن شام (سریا) میں جو بھی پتھر اٹھایا جاتا اس کے نیچے سے تازہ خون نظر آتا۔ (مجمع الزوائد، جلد ۷، حدیث: ۱۵۱۱۶ الطبرانی، ورجال الصحیح) •، حافظ ہیثمی کہتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔)

برتن خون سے بھر گئے

حضرت بشرہ ازویہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: 'جب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شہید کیے گئے تو آسمان سے خون برسا، صبح کو ہمارے مٹکے، گھڑے اور سارے برتن خون سے بھرے ہوئے تھے۔'
(صواعق محرقہ، صفحہ ۶۴۴)

شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ کے بعد جو بھی واقعات پیش آئے جیسے کہ زمین نے خون اگلا، آسمان سے خون برسا، سورج کو گرہن لگا یہ سب واقعات بحوالہ علامہ ابن حجر عسقلانی، امام بیہقی، حافظ ابو نعیم اصفہانی، علامہ ابن کثیر، امام جلال الدین سیوطی اور شاہ عبد العزیز محدث دہلوی جیسے جلیل القدر محدثین رحمہم اللہ اجمعین نے اپنی معتبر کتابوں میں نقل کیے ہیں جن کے حوالے اوپر دیئے ہوئے ہیں۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ اور غمِ حسین رضی اللہ عنہ

اسود بن عامر روایت کرتے ہیں الربیع بن منذر سے وہ اپنے والد سے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ

جو آنکھ ہمارے غم میں روئی یا ایک قطرہ آنسو ہمارے لیے گرایا، اللہ اسے بہشت (جنت) سے نوازے گا۔

(فضائلِ صحابہ، امام احمد بن حنبل، جلد ۲، صفحہ ۶۷۵، حدیث: ۱۱۵۴، دار المعارفہ، بیروت)

حضرت حسینؓ کی زیارت اور ان پر رونے کے فضائل سیرت واحادیث نبوی کی روشنی میں

احمد بن حنبل نے فضائل صحابہ میں فضائل علی میں نقل کیا ہے۔

ہم سے بیان کیا احمد بن اسرائیل نے، وہ کہتے ہیں میں نے دیکھا احمد بن محمد بن حنبل کی کتاب میں جو ان ہی کے ہاتھ سے لکھی ہوئی تھی، کہ ہم سے بیان کیا اسود بن عامر ابو عبد الرحمٰن نے، ان سے ربیع بن منذر نے، ان سے ان کے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت حسین بن علی فرمایا کرتے تھے، کہ جس شخص کی دونوں آنکھیں مجھ پر ایک بھی آنسو بہائیں یا قطرہ بھی گرائیں تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔

احمد بن عبد اللہ الطبری ذخائر العقبی صفحہ ۱۹ پر نقل کرتے ہیں۔

ربیع بن مندر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حسین بن علیؓ فرمایا کرتے

تھے، کہ جس شخص کی دونوں آنکھوں نے ہمارے سلسلہ میں ایک بھی آنسو بہایایا! ایک بھی قطرہ گرایا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت عطا کرے گا۔ احمد نے اس کو مناقب میں نقل کیا ہے۔

احمد بن عبداللہ طبری ذخائر العقبی صفحہ ۱۵۱ پر نقل کرتے ہیں:

موسی بن علی رضا بن جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا کہ جعفر بن محمد سے حضرت حسینؓ کی قبر کی زیارت کے بارے میں پوچھا گیا، تو انھوں نے کہا کہ میرے والد نے مجھے بتایا کہ بے شک جس نے حضرت حسینؓ کی قبر کی زیارت ان کا حق سمجھتے ہوئے کی تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے علیین لکھ دے گا، اور فرمایا کہ ستر ہزار پراگندہ حال فرشتے حضرت حسین کی قبر کے اردگرد رہے ہیں جو تا قیامت ان پر روتے رہیں گے، ابوالحسن العتیقی نے اس کی تخریج کی ہے۔

محمد بیومی نے السیدہ فاطمہ الزہراء کے صفحہ ۹۴ پر نقل کیا ہے:

امام احمد نے فضائل میں، محبّ الطبری نے الذخائر میں روایت کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے روایت کیا احمد بن اسرائیل نے، وہ کہتے ہیں کہ دیکھا احمد بن محمد ابن حنبلؒ کی اپنے ہاتھ سے مخطوط کتاب میں لکھا ہوا، وہ کہتے ہیں کہ حسین بن علی فرماتے تھے کہ جس شخص کی دونوں آنکھیں مجھ پر آنسو کا ایک قطرہ بھی گرائیں تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔

قندوزی حنفی ینابیع المودہ جزء ۲ صفحہ ۱۱۷ پر نقل کرتے ہیں:

ربیع بن المنذر اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حسین بن علی فرمایا کرتے تھے، جس کی دونوں آنکھیں میرے سلسلہ میں آنسو کا ایک قطرہ بھی بہایا تو اللہ

تعالیٰ اس کو جنت میں ٹھکانہ دے گا، احمد نے المناقب میں تخریج کی ہے۔

☆ حضرت حسین بن علیؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے فرمایا جس شخص کی دونوں آنکھوں نے مجھ پر آنسو بہایا یا ایک قطرہ بھی گرایا تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں ٹھکانہ دے گا، احمد نے مناقب میں تخریج کی ہے۔

باکثیر حضرمی وسیلۃ المال صفحہ ۶۰ مکتبہ الظاہریہ دمشق کے نسخہ میں نقل کرتے ہیں:

وہ روایت کرتے ہیں ربیع بن المنذر سے وہ اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت حسین فرمایا کرتے تھے کہ جس کی دونوں آنکھیں مجھ پر روئیں یا میرے سلسلہ میں ایک قطرہ بھی گرائیں تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں ڈالے گا، اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ اس کو جنت میں ٹھکانہ دے گا، احمد نے مناقب میں تخریج کی ہے۔

(خسرو قاسم کی مقتل امام حسین رضی اللہ عنہ)

فرشتوں کا غمِ حسین رضی اللہ عنہ

قطب الاقطاب، غوث الثقلین، محبوبِ سبحانی سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کتاب غنیۃ الطالبین میں ہے کہ حضرت اسامہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ 'جس دن حضرت حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے اس دن سے ستر ہزار (۷۰۰۰۰) فرشتے ان کی قبر پر اترے ہیں اور جوان پر قیامت تک روتے رہیں گے۔

(غنیۃ الطالبین، صفحہ ۴۳۲) (بحوالہ شامِ کربلاء، صفحہ ۲۳۵)

بابافریدالدین گنج شکر رحمہ اللہ کا محبتِ حسین رضی اللہ عنہ میں آنسو بہانا

سلطان الاولیاء حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں ماہِ محرّم شریف ۶۵۶ھ میں سلطان المشائخ، سراج الاولیاء، شیخ الاسلام والمسلمین بابافریدالدین مسعود گنج شکر رحمہ اللہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا تو آپ نے عاشورہ کی فضیلت میں فرمایا:

'اس عشرہ میں کسی اور کام میں مشغول نہیں ہونا چاہیے سوائے اطاعت، تلاوت دعا و نماز وغیرہ کے۔ اس لیے کہ اس عشرہ میں قہرِ الٰہی بھی ہوا اور بہت رحمتِ الٰہی بھی نازل ہوتی ہے۔' بعد ازاں فرمایا کہ 'کیا تجھے معلوم نہیں کہ اس عشرہ میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کیا گزری؟ اور آپ کے فرزندوں کو کس طرح بے رحمی سے شہید کیا گیا بعض پیاس کی حالت میں ہلاک ہوے کہ اُن بد بختوں نے ان اللہ کے پیاروں کو پانی کا ایک قطرہ تک نہ دیا۔' جب شیخ الاسلام نے یہ بات فرمائی تو ایک نعرہ مار کر بے ہوش ہو کر گر پڑے جب ہوش میں آئے تو فرمایا کیسے سنگ دل، کافر نا عاقبت، بے سعادت اور نافرمان تھے۔ حالاں کہ انہیں خوب معلوم تھا کہ یہ دین و دنیا اور آخرت کے بادشاہ کے فرزند ہیں، پھر بھی انہیں بڑی بے رحمی سے شہید کیا اور انہیں یہ خیال نہ آیا کہ کل قیامت کے دن حضرت خواجۂ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیا منہ دکھائیں گے۔

(راحت القلوب، ۵۷) (بحوالہ شامِ کربلاء، صفحہ ۳۳۵-۳۳۶)

خواجہ نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ کا غمِ حسین رضی اللہ عنہ میں رونا

حضرت خواجہ امیر خسرو نظامی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ' محرّم کی ۵ تاریخ کو سلطان الاولیاء حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوبِ الٰہی رحمہ اللہ علیہ کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا۔ بات چیت کے دوران حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء رحمہ اللہ خوب رونے لگے اور فرمایا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے جگر گوشوں کا حال سب کو معلوم ہے کہ ظالموں نے ان کو دشتِ کربلا میں کس طرح بھوکا پیاسا شہید کیا۔ پھر فرمایا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے دن سارا جہاں تیر و تار ہو گیا۔ بجلی چمکنے لگی، آسمان اور زمین جنبش کرنے لگے۔ فرشتے عقب میں تھے اور بار بار حق تعالی سے اجازت طلب کرتے تھے کہ حکم ہو تو تمام ایزا ءدہندوں (یزدیوں کو) کو ملیا میٹ کر دیں۔ حکم ہوتا ہے کہ تمہیں اس سے کچھ واسطہ نہیں ہے تقدیر یوں ہی ہے، میں جانوں اور میرا دوست حسین رضی اللہ عنہ، تمہارا اس میں دخل نہیں۔ میں قیامت کے دن ان ظالموں کے بارے میں انہیں (اپنے دوست) سے فیصلہ کراؤں گا جو کچھ وہ کہیں گے اسی کے مطابق ہوگا۔'

(افضل الفوائد اردو ترجمہ ص ۵۷) (بحوالہ شامِ کربلاء، صفحہ ۳۳۶)

غوث العالم، محبوبِ یزدانی، سلطان سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی (کچھوچھا شریف) رحمہ اللہ کا 'غمِ حسین رضی اللہ عنہ' اور محرّم کے ۱۰ دنوں کا عمل

شیخ العارفین حضرت نظام یمنی رحمہ اللہ کی کتاب **'لطائفِ اشرفی'** جس میں سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمہ اللہ (کچھوچھا شریف) کی سوانح و فضائل اور ملفوظات کا تذکرہ ہے۔ اس میں سید مخدوم اشرف رحمہ اللہ کا محرّم کے اول ۱۰ دنوں میں غمِ حسین منانے کے بارے میں 'لطیفہ اکیاون: عَلَم وطَبل وغیرہ' کے بارے میں **'دورہ'** کے ضمن میں کچھ اس طرح نقل کیا گیا ہے:

'اکابرِ روزگار اور **ساداتِ صحیح النسب** کا عمل ہے کہ وہ محرّم کے ابتدائی دس روز میں دورہ کرتے ہیں اور زنبیل کو بھی گردش دیتے ہیں۔ ولایت سبز دار میں سید علی قلندر خواجہ یوسف چشتیؒ کے مرید بڑے عالی مرتبہ بزرگ تھے۔ اور ان کا معمول تھا کہ **محرّم کے عشرہء اول میں علم کے نیچے بیٹھتے تھے اور اپنے مریدوں کو دورہ کے لیے بھیج دیتے تھے اور کبھی خود بھی دورہ کرتے تھے۔ غم و اندوہ کے مراسم بجالاتے نفیس لباس اس عشرہ میں نہیں پہنتے تھے اور عیش و شادی کے اسباب ترک کر دیتے تھے۔'**

'سید اشرف رحمۃ اللہ علیہ نے بھی کبھی یہ دور ترک نہیں کیا۔ سید علی قلندر کی طرح خود علم کے نیچے بیٹھتے اور اصحاب کو دور کی اجازت دیتے لیکن عشرہ کے آخری تین دن خود بھی اصحاب کے ساتھ گلیوں میں گشت لگاتے تھے۔'

سید مخدوم اشرف رحمہ اللہ کے پیر و مرشد مخدوم علاء الدین گنج نبات رحمہ اللہ کا محرّم کے ۱۰ دنوں میں غمِ حسین رضی اللہ عنہ

سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمہ اللہ فرماتے تھے کہ جب وہ بنگال میں حضرت علاء الدین گنج نبات (آپ کے پیر و مرشد) رحمہ اللہ کی خدمت **میں** حاضر تھے تو وہاں بھی ایک مرتبہ یہ بحث ہوئی تھی اور بنگال کے عالموں اور فاضلوں نے بحث اور حجت کے بعد یہ طے کیا تھا کہ یزید پر لعنتِ فسقی جائز ہے۔

مخدوم علاء الدین رحمہ اللہ کا بھی یہی دستور تھا کہ عشرہء محرّم کے ابتدائی دس دن گریازاری میں بسر کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ 'وہ ولی بھی عجیب و غریب ہوگا جو خاندانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جگر گوشانِ بتول رضی اللہ عنہما کے غم پر آنسو نہ بہائے اور ان کا غم نہ کرے۔'

بحوالہ کتاب: لطائفِ اشرفی (اردو)، جلد دوم، صفحہ ۲۴۴_۲۴۷

مؤلف: شیخ العارفین حضرت نظام یمنی رحمہ اللہ

ترجمہ: حضرت علامہ مولانا حکیم سید شاہ عبد الحی اشرفی الجیلانی سجادہ نشین و متولی کچھوچھا شریف

مرتب: شیخِ طریقت، قائدِ اہل سنت مظہر المشائخ حضرت سید شاہ مظہر الدین اشرف اشرفی الجیلانی کچھوچھا شریف۔

اسی طرح لطائفِ اشرفی کے مترجم 'علامہ شمس الحسن بریلوی اور پروفیسر ایس۔ ایم۔ لطیف اللہ' نے 'لطیفہ ۱۵ طبل و علم اور زنبیل پھرانے کا بیان' کے ضمن میں کچھ عبارت کا ترجمہ یوں فرمایا ہے:

'مجلس میں روزِ عاشورہ کا ذکر ہوا۔ حضرت قدوۃ الکبری (سیدنا مخدوم اشرف) رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اکابرانِ زمانہ اور بزرگانِ شہر، خاص طور پر جو **'صحیح النسب سادات'** اور عالی حسب نقیب ہیں، محرّم کے ابتدائی دس روز (ایک سے دس چاند تک) دورہ پر جاتے اور زنبیل پھراتے ہیں، جیسا کہ بیان

کیا جا چکا ہے کہ ملک سبز وار میں خواجہ علی رحمہ اللہ جو اصحابِ صوفیاء کے پیشوا اور اِس گروہ کے سردار تھے، **محرّم کے دس دن 'علم کے نیچے بیٹھتے تھے اور اپنے مریدوں' کو دورہ کرنے بھیجتے تھے۔ کبھی کبھی خود بھی دورے پر چلے جاتے اور رسمِ عزاداری ادا کرتے تھے۔ مثلاً عشرۂ محرّم میں بیش قیمتی لباس نہیں پہنتے تھے اور عیش و خوشی کے اسباب ترک کر دیتے تھے۔'**

'حضرت قدوۃ الکبریٰ (سیدنا مخدوم اشرف) رحمہ اللہ نے عاشورے کے معمولات کبھی ترک نہیں کیے کبھی بذاتِ خود علم کے نیچے بیٹھتے اور کبھی سید علی قلندر کو جو آپ کے مخلص اصحاب و احباب میں سے تھے، اس کا حکم فرماتے تھے کہ وہ علم کے نیچے بیٹھیں۔ عشرے کے آخری دو تین روز یزید پر لعنت کرتے تھے اور آپ کے اصحاب بھی آپ کی موافقت کرتے تھے۔'

حضرت قدوۃ الکبریٰ (سید مخدوم اشرف) رحمہ اللہ فرماتے تھے: 'حضرت شیخ (آپ کے پیر و مرشد مخدوم علاء الدین) رحمہ اللہ محرّم کی پہلی تاریخ سے دس تاریخ تک گریہ وزاری کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ وہ عجیب دل ہے جو خاندانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جگر گوشانِ بتول رضی اللہ عنہما کے ماتم پرسی سے بے تعلق ہو جائے۔ سبحان اللہ یہی حقیقی نیاز مندی ہے۔

جو شخص اس طرح کے ماتم پر گریہ وزاری نہ کرے شاید اس کا دل پتھر کا ہوگا۔

(لطائفِ اشرفی، جلد ۳، صفحہ ۴۲۵_۴۳۳)

نوٹ: مسلکِ اہلِ سنت کے عقائد کے مطابق غمِ حسین رضی اللہ عنہ میں رونا غم کرنا جائز ہے نہ کہ ماتم کرنا۔ ماتم کرنا ناجائز ہے۔ ماتم کرنا اہلِ سنت کا طریقہ نہیں ہے۔ غم میں رونا یا غم منانا صرف جائز ہی نہیں بلکہ سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و سنتِ اہلِ بیت علیہم السلام و صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں۔

’جو آنکھ ہمارے (اہل بیت کے) غم میں روئی یا ایک قطرہ
آنسو ہمارے لیے گرایا، اللہ اسے بہشت (جنت) سے نوازے گا۔
سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ‘
(فضائلِ صحابہ امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ)

امام جعفر صادق فاؤنڈیشن اہلسنّت

موڈاسہ، اروّلی، گجرات، انڈیا

Mo. 85110 21786

IMAM JAFAR SADIQ FOUNDATION ★ Ahl-E-Sunnat ★ Reg.No. E/1432/Aravalli. GUJARAT. INDIA